جماعت احمدیہ میں قیام خلافت کی عظیم الشان پیشگوئی

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رسالہ الوصیت میں تحریر فرماتے ہیں ۔

سو اے عزیزو! جب کہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے ۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے ۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے ۔ کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا ۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک میں نہ جاؤں ۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا ۔ جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی ۔ جیساکہ براہین احمدیہ میں وعدہ ہے ۔ اور وہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتاہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا ۔

The **Ahmadiyya Gazette** and **Annoor** are published by the **Ahmadiyya Movement in Islam,** Inc.
15000 Good Hope Road, SILVER SPRING, MD 20905. Ph: (301) 879-0110
Printed at the Fazl-i-Umar Press and distributed from CHAUNCEY, OH 45719

Ahmadiyya Movement in Islam. Inc.
P. O. Box 226
CHAUNCEY, OH 45719

نیشنل مجلس عاملہ امریکہ منعقدہ ۲۵ مارچ ۱۹۹۵ء کی چند تصویری جھلکیاں ۔ محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب امیر جماعت امریکہ باوجود بیماری اور شدید تکلیف کے میٹنگ کی صدارت فرما رہے ہیں ۔ احباب جماعت سے انکی لمبی زندگی اور مکمل صحت کیلئے دعا کی درخواست ہے ۔ یہ مجلس عاملہ میٹنگ مسجد بیت الرحمٰن میں منعقد ہوئی۔
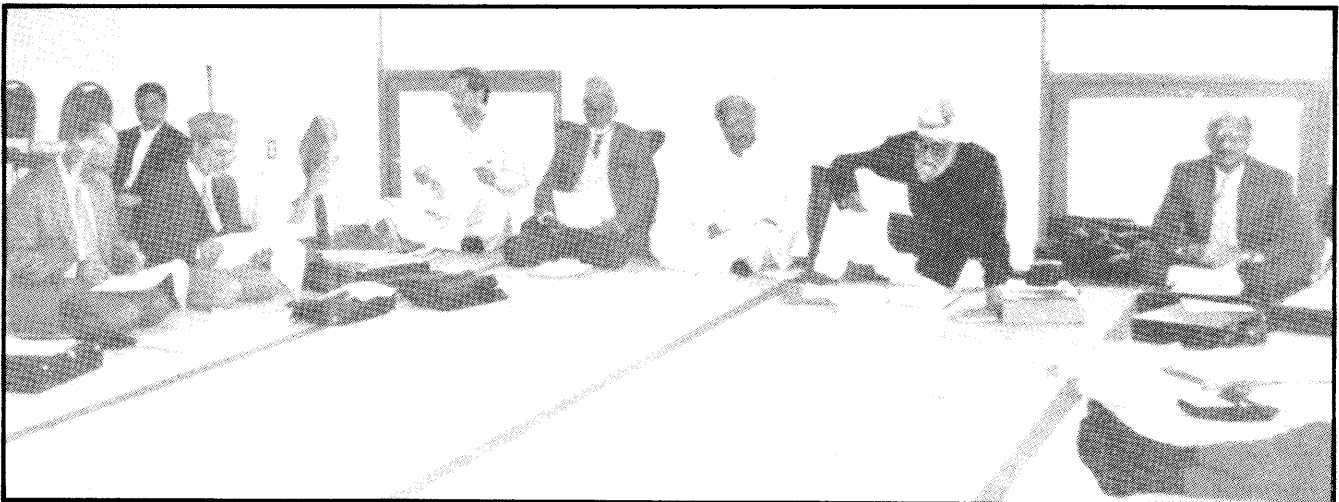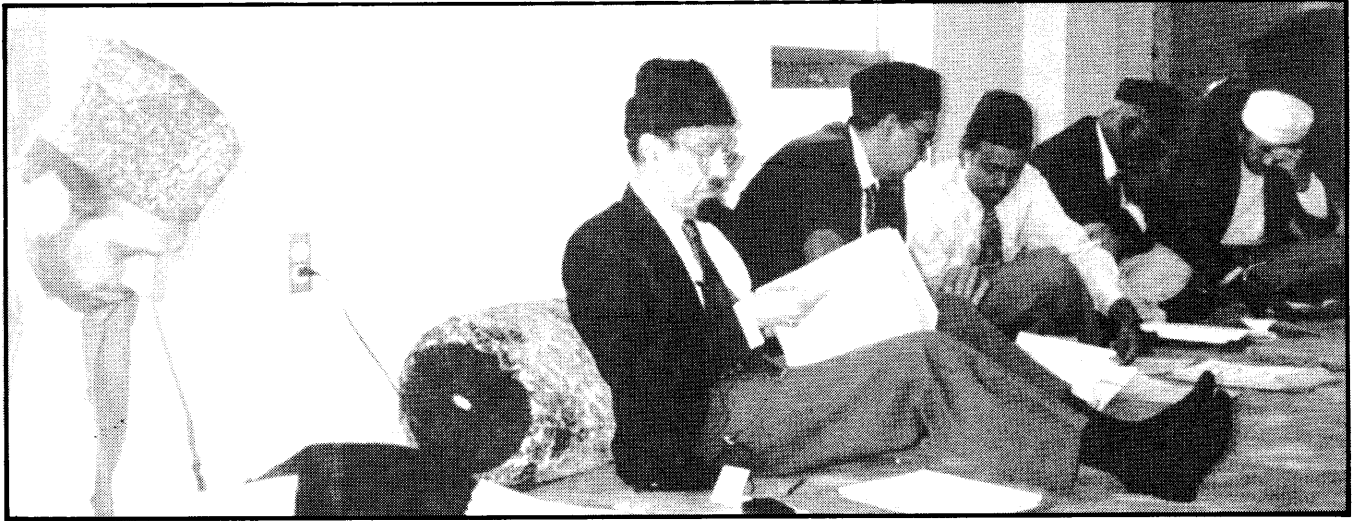
اِرشادِ باری تعالیٰ

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ۭ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ (سُورۃ النُّور : اٰیۃ ۵۶)

ترجمہ :- اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسبِ حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنا دے گا جس طرح اس سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنا دیا تھا اور جو دین اُس نے اُن کے لئے پسند کیا ہے وہ اُن کے لئے اُسے مضبوطی سے قائم کر دے گا اور اُن کے خوف کی حالت کے بعد وہ اُن کے لئے امن کی حالت تبدیل کر دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے اور جو لوگ اس کے بعد بھی انکار کریں گے وہ نافرمانوں میں سے قرار دیئے جائیں گے۔

پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

تَكُوْنُ النُّبُوَّةُ فِيْكُمْ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا عَاضًّا فَتَكُوْنُ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا جَبْرِيَّةً فَتَكُوْنُ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةً عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ ثُمَّ سَكَتَ۔ (مسند احمد جلد ۵ صفحہ ۴۰۴)

ترجمہ :- یعنی اے مسلمانو! تم میں یہ نبوّت کا دور اُس وقت تک قائم رہے گا جب تک کہ خدا چاہے گا کہ وہ قائم رہے۔ اور پھر یہ دور ختم ہو جائے گا۔ اس کے بعد خلافت کا دور آئے گا جو نبوّت کے طریق پر قائم ہوگی۔ (اور گویا اس کا تتمہ ہوگی) اور پھر کچھ وقت کے بعد یہ خلافت بھی اُٹھ جائے گی۔ اس کے بعد کاٹنے والی (یعنی لوگوں پر ظلم کرنے والی) بادشاہت کا دور آئے گا۔ اور پھر کچھ عرصہ کے بعد یہ دور بھی ختم ہو جائے گا اس کے بعد جبری حکومت کا دور آئے گا۔ اور پھر یہ حکومت بھی اُٹھ جائے گی۔ اس کے بعد پھر دوبارہ خلافت کا دور آئے گا جو ابتدائی دور کی طرح نبوّت کے طریق پر قائم ہوگی۔ اس کے بعد راوی کہتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔

ایڈیٹر : ظفر احمد سرور
نائبین : سید غلام احمد فرخ
میاں محمد اسماعیل وسیم
عبد الشکور احمد

اپریل - مئی ۱۹۹۵ء

"مَیں خُدا کی ایک مجسّم قدرت ہُوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہونگے"

قدرتِ ثانیہ کی عظمت و اہمیت و افادیت کے بارہ میں زریں ارشادات

"ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ تمہیں دکھائیگا جس کا اس نے وعدہ فرمایا اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ میں خدا کیطرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہونگے۔ سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو۔ اور چاہیئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں۔

تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھاوے کہ تمارا خدا ایسا قادر خدا ہے اپنی موت کو قریب سمجھو تم نہیں جانتے کہ کس وقت وہ گھڑی آجائے گی

.........خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیاء ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کیطرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے اور جب تک کوئی خدا سے روح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو۔

اور چاہیئے کہ تم بھی ہمدردی اور اپنے نفسوں کے پاک کرنے سے روح القدس سے حصہ لو کہ بجز روح القدس کے حقیقی تقویٰ حاصل نہیں ہو سکتی اور نفسانی جذبات کو بکلی چھوڑ کر خدا کی رضا کیلئے وہ راہ اختیار کرو جو اس سے زیادہ کوئی راہ تنگ نہ ہو دنیا کی لذتوں پر فریفتہ مت ہو کہ وہ خدا سے جدا کرتی ہیں اور خدا کیلئے تلخی کی زندگی اختیار کرو۔ درد جس سے خدا راضی ہو اس لذت سے بہتر ہے جس سے خدا ناراض ہو جائے اور وہ شکست جس سے خدا راضی ہو اس فتح سے بہتر ہے جو موجب غضب الہیٰ ہو۔ اس محبت کو چھوڑ دو جو خدا کے غضب کے قریب کرے اگر تم صاف دل ہو کر اس کی طرف آ جاؤ تو ہر ایک راہ میں وہ تمہاری مدد کرے گا۔ اور کوئی دشمن تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ خدا کی رضا کو تم کسی طرح پا ہی نہیں سکتے جب تک تم اپنی رضا چھوڑ کر، اپنی لذات چھوڑ کر، اپنی عزت چھوڑ کر، اپنا مال چھوڑ کر، اپنی جان چھوڑ کر اس کی راہ میں وہ تلخی نہ اٹھاؤ جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے لیکن اگر تم تلخی اٹھا لو گے تو ایک پیارے بچے کیطرح خدا کی گود میں آجاؤ گے اور تم ان راستبازوں کے وارث کئے جاؤ گے جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے لیکن تھوڑے ہیں جو ایسے ہیں"۔

(الوصیت صفحہ 716)

سیدنا حضرت مولانا نورالدین صاحب جب 1914ء میں مسند خلافت پر متمکن ہوئے تو آپ نے حاضر الوقت احباب کو مخاطب کر کے ایک نہایت اثر انگیز تقریر فرمائی۔ جس میں آپ نے نظام خلافت کی اہمیت اور اس کے مقام کو واضح فرمایا۔ اس تقریر کے چند اقتباس افادۂ احباب کے لئے درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

بعد کلمہ شہادت و استعاذہ آپ نے آیت

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

پڑھی اس کے بعد فرمایا "میں اس اللہ کی تعریف کرتا ہوں۔ جو ابدی اور ازلی ہمارا خدا ہے ہر ایک نبی جو دنیا میں آتا ہے۔ اس کا ایک کام ہوتا ہے جو کرتا ہے جب کر چکتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کو بلا لیتا ہے۔ حضرت موسیٰ کی نسبت یہ بات مشہور ہے کہ وہ ابھی بلاد شام نہیں پہنچے تھے کہ رستہ میں ہی فوت ہو گئے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیصری و کسری کی کنجیوں کا ذکر فرمایا کہ مجھے دی گئی ہیں۔ مگر آپ نے وہ کنجیاں (چابیاں) نہ دیکھیں کہ چل دیئے ایسی باتوں میں اللہ تعالیٰ کے مخفی اسرار ہوتے ہیں۔ یہاں بھی بہت سے لوگ تعجب کریں گے کہ کئی پیشگوئیاں کی تھیں وہ ابھی پوری نہیں ہوئیں۔

پیشگوئیاں کس طرح پوری ہوا کرتی ہیں

میرے خیال میں یہ اللہ تعالیٰ کی نسبت ہے کہ وہ بتدریج کام کرتا ہے اور پھر جسے مخاطب کرتا ہے کبھی اس سے مراد اس کا مثیل بھی ہوتا ہے۔ پہلے پارہ میں فرمایا کہ تم نے موسے سے پانی مانگا۔ اور ایسا ہی اور جگہ فرمایا حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مخاطب وہ لوگ نہ تھے۔ پس خدا کی باتیں رنگ برنگ شکلوں میں پوری ہوتی ہیں۔ اسی طرح یہ بھی سنت ہے کہ بعض مواعید الہیہ کسی دوسرے وقت پر ملتوی کئے جاتے ہیں۔ اسی لئے فرمایا يُصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ اس بَعْضَ الَّذِي پر خوب غور کرو کہ اس میں یہی سرّ تھا۔ کہ تمام وعدے نبی کی زندگی میں پورے نہ ہوں گے۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا يَعِدُ وَلَا يُوْفِي یعنی بعض دفعہ خدا وعدہ کرتا ہے۔ مگر پورا نہیں کرتا نادان سمجھتا ہے کہ اس نے دفا نہیں کی حالانکہ مناسب وقت پر وہ وعدہ یا اس کی مثل پورا ہو جاتا ہے۔

مجھے امامت کی خواہش نہیں

میری پچھلی زندگی پر غور کر لو میں کبھی امام بننے کا خواہشمند نہیں ہوا مولوی عبدالکریم مرحوم امام الصلوۃ بنے۔ تو میں نے بھاری ذمہ داری سے اپنے تئیں سبکدوش خیال کیا تھا۔ میں اپنی حالت سے خوب واقف ہوں۔ اور میرا رب مجھ سے بھی زیادہ واقف ہے میں دین میں ظاہر داری کا خواہشمند نہیں۔ اگر خواہش ہے تو یہ کہ میرا مولا مجھ سے راضی ہو جائے اس خواہش کے لئے میں دعائیں کرتا ہوں۔ قادیان بھی اسی لئے رہا اور رہتا ہوں اور رہوں گا۔ میں نے اس فکر میں کئی دن گذارے کہ ہماری حالت حضرت صاحب کے بعد کیا ہو گی۔ اسی لئے میں کوشش کرتا رہا کہ میاں محمود کی تعلیم اس درجہ تک پہنچ جائے۔ حضرت صاحب کے اقارب میں اس وقت تین آدمی موجود ہیں۔ اوّل میاں محمود احمد۔ وہ میرا بھائی بھی ہے میرا بیٹا بھی اس کے ساتھ میرے خاص تعلقات ہیں۔ قربت کے لحاظ سے میر ناصر نواب صاحب ہمارے حضرت کے ادب کا مقام ہیں۔ تیسرے قریبی نواب محمد علی خاں ہیں۔ ....موجودہ حالت میں سوچ لو کیسا وقت ہے جو ہم پر آیا ہے۔ اس وقت مردوں بچوں اور عورتوں کے لئے ضروری ہے کہ وحدت کے نیچے ہوں..........اگر تم میری بیعت ہی کرنا چاہتے ہو تو سن لو کہ بیعت بک جانے کا نام ہے ایک دفعہ حضرت نے مجھے اشارتاً فرمایا کہ وطن کا خیال بھی نہ کرنا۔ سو اس کے بعد میری ساری عزت اور سارا خیال انہی سے وابستہ ہو گیا۔ اور میں نے کبھی وطن کا خیال تک نہیں کیا۔ پس

بیعت کرنا ایک مشکل امر ہے

ایک شخص دوسرے کیلئے اپنی تمام حریت اور بلند پروازیوں کو چھوڑ دیتا ہے..........میں چاہتا ہوں کہ دفن ہونے سے پہلے تمہارا کلمہ ایک ہو جائے۔ اب تمہاری طبیعتوں کے رخ خواہ کسی طرف ہوں تمہیں میرے احکام کی تعمیل کرنی ہوگی۔ اگر یہ باتیں تمہیں منظور ہوں تو میں طوعاً و کرہاً اس بوجھ کو اٹھاتا ہوں.........

میں اس بوجھ کو صرف اللہ کے لئے اٹھاتا ہوں۔ جس نے فرمایا۔

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ

سیدنا حضرت مصلح موعود - - - خلافت کے استحکام کے بارہ میں ارشاد فرماتے ہیں

"اللہ تعالیٰ کے اس وعدے کو یاد رکھو

اور خلافت کے استحکام اور قیام کے لئے ہمیشہ کوشش کرتے رہو۔ تم نوجوان ہو تمہارے حوصلے بلند ہونے چاہئیں اور تمہاری عقلیں تیز ہونی چاہیئں تاکہ تم اس کشتی کو ڈوبنے اور غرق نہ ہونے دو۔ تم وہ چٹان نہ بنو جو دریا کے رخ کو پھیر دیتی ہے بلکہ تمہارا یہ کام ہے کہ تم وہ چینل CHANNAL بن جاؤ جو پانی کو آسانی سے گزارتی ہے۔ تم ایک ٹنل ہو جس کا یہ کام ہے کہ وہ فیضان الہی جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ حاصل ہوا ہے۔ تم اسے آگے چلاتے چلے جاؤ۔ اگر تم ایسا کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے تو تم ایک ایسی قوم بن جاؤ گے جو کبھی نہیں مرے گی اور اگر تم اس فیضان الہی کے رستہ میں روک بن گئے، اس کے رستے میں پتھر بن کر کھڑے ہو گئے اور تم نے اپنی ذاتی خواہشات کے ماتحت اسے اپنے دوستوں، رشتہ داروں اور قریبیوں کے لئے مخصوص کرنا چاہا تو یاد رکھو وہ تمہاری قوم کی تباہی کا وقت ہوگا۔ پھر تمہاری عمر کبھی لمبی نہیں ہوگی اور تم اس طرح مر جاؤ گے جس طرح پہلی قومیں مریں لیکن قرآن کریم یہ بتاتا ہے کہ

قوم کی ترقی کا رستہ

بند نہیں۔ انسان بیشک دنیا میں ہمیشہ زندہ نہیں رہتا لیکن قومیں زندہ رہ سکتی ہیں۔ پس جو آگے بڑھے گا وہ انعام لے جائے گا اور جو آگے نہیں بڑھتا وہ اپنی موت آپ مرتا ہے اور جو شخص خودکشی کرتا ہے اسے کوئی دوسرا بچا نہیں سکتا"۔

(روزنامہ الفضل 23 مئی 1961ء۔ خلافت نمبر)

قدرت ثانیہ کے تیسرے مظہر سیدنا حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب ارشاد فرماتے ہیں:۔

"خلافت کے قائم ہونے پر اللہ تعالیٰ ایسے سامان پیدا کر دیتا ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے اس کے رسول کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے "اعتصام بحبل اللہ" کیا تھا پھر اسکی آواز پر اکٹھے ہو جاتے ہیں اور اپنے عہد کو سمجھنے لگتے ہیں اور یاد رکھتے ہیں اور اس کے مطابق خدا تعالیٰ کی تعلیم پر عمل کرنے والے بن جاتے ہیں اور جب انکو خدا کا پیار مل جاتا ہے تو اگر دنیا کی ساری دولتیں اس کے عوض میں قربان ہو جائیں تب بھی وہ نہیں چاہتے کہ وہ پیار ان سے کھو جائے اور خدا ان سے ایک سیکنڈ یا لمحہ کے لئے بھی ناراض ہو پھر

ولیبد لنهم من بعد خوفهم امناً

میں اللہ تعالیٰ نے اس مضمون کی طرف اشارہ کیا ہے جو

كنتم على شفا حفرة من النار فانقذ كم منها

میں بیان ہوا ہے۔ تو جس خوف کا آیت استخلاف میں ذکر ہے وہ وہی خوف ہے جس کو یہاں یوں بیان کیا کہ ایک گڑھا ہے آگ اس میں بھڑک رہی ہے اور اس کے کنارے پر وہ کھڑے ہیں اس سے زیادہ اور خوف کیا ہو سکتا ہے جبکہ وہ آگ خدا تعالیٰ کی لعنت کی آگ ہے اسکے قہر کی آگ ہے، اس کی ناراضگی کی آگ ہے۔

تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس وقت قوم پر ایک نہایت ہی خوف کا وقت ہوتا ہے کہ کہیں وہ اس آگ کے گڑھے میں گر نہ جائیں۔ تب خدا تعالیٰ اپنی قدرت کا ایک نظارہ دنیا کو دکھاتا ہے خدا تعالیٰ کسی کا محتاج نہیں وہ غنی ہے دنیا میں سب سے بڑا متقی، دنیا میں سب سے بڑا مطہر، دنیا میں سب بڑا عالم، دنیا میں سب سے بڑا عاشق قرآن اور عاشق رسولؐ کہلانے والے کا بھی خدا محتاج نہیں ہے بلکہ یہی شخص خدا کا محتاج ہے۔

پس اس وقت اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کا نظارہ اس طرح دکھاتا ہے کہ کبھی وہ اپنی قدرت کے اظہار کے لئے اس شخص کو چن لیتا ہے جو قوم کی نگاہ میں بوڑھا ہوتا ہے حضرت خلیفہ المسیح الاول..... کو بہت دفعہ طعنہ دیا گیا کہ بوڑھا آدمی ہے سمجھ کوئی نہیں خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ بوڑھا ہے یا نہیں ہے لیکن ہے میری پناہ میں، میری گود مین اس واسطے تم اس کے مقابلے میں ٹھہر نہیں سکتے۔

کبھی خدا تعالیٰ اپنی قدرت کا اس طرح مظاہرہ کرتا ہے کہ ایک بچے کو چن لیتا ہے دنیا کہتی ہے کہ بچہ ہے قوم تباہ ہو جائے گی، ناسمجھ ہے، کم علم ہے، کم تجربہ ہے مگر خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ بیشک یہ بچہ ہے مگر میں تو بچہ نہیں ہوں میں اپنی قدرت اسکے ذریعہ سے ظاہر کروں گا تب وہ قدرت ثانیہ کا مظہر ہو جاتا ہے اور پھر وہی بچہ ان لوگوں کا منہ بند کر دیتا ہے جو اسے بچہ سمجھنے والے اور بچہ کہنے والے ہوتے ہیں۔

کبھی وہ کسی ایسے ادھیڑ عمر انسان کو چن لیتا ہے جسے دنیا اپنی سمجھ اور عقل کے مطابق قطعاً نااہل سمجھتی ہے کم علم سمجھتی ہے وہ سمجھتی ہے کہ یہ کام اس کے بس کا ہے ہی نہیں اور حقیقت بھی یہی ہوتی ہے کہ وہ کام اسکے بس کا نہیں ہوتا لیکن کونسا کام ہے جو خدا تعالیٰ کے بس کا نہ ہو پس خدا تعالیٰ اسے چنتا ہے اور جیسا کہ میں نے بتایا ہے اسکے نفس کو اپنی عظمت اور جلال کے جلوہ کے ساتھ کلی طور پر فنا کر دیتا ہے ایسے لوگوں پر کبھی ایسی حالت بھی وارد ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے پیار میں کبھی وہ اس طرح بھی محو اور گم ہو جاتے ہیں کہ ان کا دل چاہتا ہے کہ وہ ساری دنیا میں منادی کر دیں کہ مجھے تم میں سے کسی کی بھی ضرورت نہیں ہے اور پھر خدا تعالیٰ ان سے جو اور جس قدر کام لینا چاہتا ہے اسی قدر ان کی مدد اور نصرت بھی کرتا چلا جاتا ہے اور اس طرح وہ دنیا پر ثابت کرتا ہے کہ خدا ہی حقیقتاً سب قدرتوں والا اور سب طاقتوں والا ہے"۔

(الفضل 17 مارچ 1967ء)

قدرت ثانیہ کے چوتھے مظہر سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب ارشاد فرماتے ہیں:۔

"خلافت کے قیام کا مدعا

توحید کا قیام ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے اٹل ایسا کہ جو کہ کبھی ٹل نہیں سکتا، زائل نہیں ہو سکتا اس میں کوئی تبدیلی کبھی نہیں آئے گی۔

يعبد ونني لايشركون بي شيئاً

کہ خلافت کا انعام یعنی آخری پھل تمہیں یہ عطا کیا جائے گا کہ میری عبادت کرو گے میرا کوئی شریک نہیں ٹھہراؤ گے کامل توحید کیساتھ تم میری عبادت کرتے چلے جاؤ گے اور میرے حمد و ثناء کے گیت گایا کرو گے۔ یہ وہ آخری جنت کا وعدہ ہے جو جماعت احمدیہ سے کیا گیا ہے اور مجھے یقین ہے اور جو نظارے ہم نے دیکھے ہیں اور جنکے نتیجہ میں غم کے دھاروں کے علاوہ حمد کے دھارے بھی ساتھ بہہ رہے ہیں اور شکر کے دھارے بھی ساتھ ہی بہہ رہے ہیں ایسے حیرت انگیز ہیں کہ آج دنیا میں کوئی قوم اس کے پاسنگ کو بھی نہیں پہنچ سکتی جو جماعت احمدیہ کا مقام اس دنیا میں ہے وہ کسی اور جماعت کا نہیں۔ سیدنا حضرت اقدس..... کا ایک زندہ معجزہ جو ہر دوسرے اعتراض پر، ہر مخالفت پر غالب آنے والا اور

ہمیشہ غالب آنے والا معجزہ ہے

وہ جماعت احمدیہ کا قیام ہے اور جماعت احمدیہ کی تربیت ہے اور جماعت احمدیہ کے رنگ ڈھنگ ہیں، جماعت احمدیہ کی ادائیں ہیں، ایسی ادائیں تو دنیا میں کہیں اور نظر نہیں آسکتیں کوئی مثال نہیں اس جماعت کی، ایسا عشق، ایسی محبت ایسی وابستگی کہ دیکھ کر رشک آتا ہے محبت ہونے کے باوجود رشک آتا ہے ڈر لگتا ہے کہ ہم سے زیادہ نہ پیار کر رہے ہوں یہ لوگ یہ کیفیت ایک ایسی کیفیت ہے کہ فی الحقیقت دنیا کے پردہ پر کوئی اسکی مثال چھوڑ اس کے شائبہ کی بھی کوئی مثال نظر نہیں آسکتی جماعت اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے توحید پر قائم ہو چکی ہے ہر فتنے سے بچنے کے لئے خدا تعالیٰ نے اسکی سرشت میں وہ باتیں رکھ دی ہیں کہ جنکو

دنیا کی کوئی طاقت

تبدیل نہیں کر سکتی فتنوں سے بچنے کے لئے احتیاطی تدابیر کرنا امتثال امر کے طور پر کیا جاتا ہے خوف کے طور پر نہیں کیونکہ خوف زائل کرنے کا ہمیں اختیار بھی کوئی نہیں وہ خلافت میں وعدہ ہے اللہ کی طرف سے

وليبد لنهم من بعد خوفهم امنا (سورة نور . ٥٦)

وہی خوف دور کیا کرتا ہے بندہ کی طاقت نہیں ہے ہاں امتثال امر میں اللہ کی تقدیر کے تابع رہتے ہوئے تدبیر کو اختیار کیا جاتا ہے اس سے زیادہ اس تدبیر کی کوئی اہمیت نہیں ہوا کرتی پس

کامل بھروسہ اور کامل توکل

تھا اللہ کی ذات پر کہ وہ خلافت احمدیہ کو کبھی ضائع نہیں ہونے دے گا ہمیشہ قائم و دائم رکھے گا زندہ اور تازہ اور جوان اور ہمیشہ مہکنے والے عطر کی خوشبو سے معطر رکھتے ہوئے اس شجرہ طیبہ کی صورت میں اس کو ہمیشہ زندہ و قائم رکھے گا جس کے متعلق وعدہ ہے اللہ تعالیٰ کا کہ

اصلها ثابت وفرعها فى السماء تؤتى اكلها كل حين باذن ربها

(ابراھیم 25۔26)

کہ ایسا شجرہ طیبہ ہے جس کی جڑیں زمین میں گہری پیوست ہیں اور کوئی دنیا کی طاقت اسے اکھاڑ کر پھینک نہیں سکتی یہ شجرہ خبیثہ نہیں ہے کہ جس کے دل میں آئے وہ اسے اٹھا کر اسے اکھاڑ کے ایک جگہ سے دوسری جگہ پھینک دے کوئی آندھی، کوئی ہوا اس شجرہ طیبہ کو اپنے مقام سے ٹلا نہیں سکے گی اور شاخیں آسمان سے اپنے رب سے باتیں کر رہی ہیں اور ایسا درخت

نوبہار اور سدا بہار

ہے ایسا عجیب ہے یہ درخت کہ ہمیشہ نوبہار رہتا ہے کبھی خزاں کا منہ نہیں دیکھتا

تؤتی اکلھا کل حین

ہر وقت ہر آن اپنے رب سے پھل پاتا چلا جاتا ہے اس پر کوئی خزاں کا وقت نہیں آتا اور اللہ کے حکم سے پھل پاتا ہے اس میں نفس کی کوئی ملونی شامل نہیں ہوتی......

ہاں ایک شرط کے ساتھ اور وہ شرط یہ ہے

وعد اللہ الذین امنو امنکم وعملوا الصلحت (النور ٥٦)

کہ دیکھو اللہ تم سے وعدہ تو کرتا ہے کہ تمہیں اپنا خلیفہ بنائے گا زمین میں، لیکن کچھ تم پر بھی ذمہ داریاں ڈالتا ہے تم میں سے ان لوگوں سے وعدہ کرتا ہے جو ایمان لاتے ہیں اور عمل صالح بجا لاتے ہیں پس اگر نیکی کے اوپر جماعت قائم رہی اور

ہماری دعا ہے

اور ہمیشہ ہماری کوشش رہے گی کہ ہمیشہ ہمیش کے لئے یہ جماعت نیکی پر ہی قائم رہے"۔

(روزنامہ الفضل 22 جون 1982)

سوال پوچھنے کی اصولی باتیں

(حضرت چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ)

☆ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے شمار نعمتیں عطا فرمائی ہیں ان میں سے ایک بہت بڑی نعمت قوت فکر بھی ہے یعنی مختلف امور اور پیش آنے والے واقعات کے بارہ میں سوچنا اور غور کر کے نتائج اخذ کرنا۔ سوال و جواب کے وقت بھی یہ قوت ہمہ وقت کارفرما رہ کر نتائج اخذ کرنے میں مدد دیتی ہے۔ سو کسی امر کے متعلق سوال پوچھنے میں بھی قوت فکر سے کام لینا چاہئے۔

☆ سوال ایسا ہونا چاہئے جو بامعنی اور بامقصد ہو اور اپنے اندر کوئی ابہام نہ رکھتا ہو سوال اس طور پر اور ایسے الفاظ میں پوچھنا چاہئے کہ جواب دینے والے پر استفسار پورے طور پر واضح ہو جائے۔

☆ سوال پوچھنا بھی ایک رنگ میں مچھلی پکڑنا ہوتا ہے۔ ظاہر ہے ہر شخص اس وقت تک مچھلی نہیں پکڑ سکتا جب تک وہ مچھلی پکڑنے کے طریق اور اسکی احتیاطوں سے واقف نہ ہو۔ پس سوال کا جواب حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ سوال پوچھنے کے طریق اور اسکی احتیاطوں کو مدنظر رکھا جائے۔

☆ محض سوال کرنے کی غرض سے سوال نہیں کرنا چاہئے بلکہ جب بھی ذہن میں کوئی سوال آئے قوت فکر سے کام لیتے ہوئے پہلے خود اس سوال کا جواب معلوم کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور اگر اس غور و فکر کے نتیجہ میں خود جواب معلوم ہو جائے تو پھر خواہ مخواہ سوال نہیں پوچھنا چاہئے۔

☆ یہ طریق نامناسب ہوتا ہے کہ آدمی سوال کرنے کی نیت سے کمرے میں داخل ہو اور جو سوال وہ سوچ کر آیا ہو خواہ کسی اور سوال کے ضمن میں اس کے اپنے سوال کا جواب آ بھی چکا ہو پھر بھی وہ کھڑے ہو کر اپنا سوال دہرانے سے باز نہ آئے۔

☆ جواب کو پوری توجہ اور غور سے سننا چاہئے۔ بعض اوقات بات کو توجہ سے نہ سننے کے نتیجہ میں انسان یہی سمجھتا ہے کہ سوال کا جواب نہیں ملا۔ حالانکہ قصور اس کی اپنی عدم توجہی کا ہوتا ہے۔

☆ سوال کرنے والے اور جواب دینے والے دونوں کو اپنی عقل، سمجھ اور علم پر ناز نہیں کرنا چاہئے۔ دونوں ہی کو اپنے محدود علم کا احساس ہو تو پھر سوال و جواب کا سلسلہ صحیح خطوط پر چل کر نتیجہ خیز ہو سکتا ہے جو بھی اپنی عقل کو آسمان پر چڑھانا شروع کر دیتا ہے وہ اپنی بے عقلی کا ثبوت مہیا کرتا ہے۔

(تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ کے طلباء کے ساتھ مجلس سوال و جواب)

ایک سوال اور اس کا جواب

(سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

ایک دفعہ پاکستان کا ایک ملاں سوال و جواب کی مجلس میں آیا اور اس نے بڑے طنز کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق یہ سوال اٹھایا کہ مرزا صاحب نے تو لکھا ہے کہ ایک وقت ایسا آیا کہ میری مریمی حالت ہو گئی اور اس مریمی حالت میں میں بہت تکلیف میں سے گذرا اور پھر میرے روحانی بچہ ہوا اور وہ مسیح ہے جو میں ہوں تو بتایئے کہ ان کے اوپر کیا کیا گذری مرزا صاحب کے کس طرح بچہ ہوا ہو گا اور کس طرح حمل ٹھہرا؟ کس کا حمل تھا وغیرہ وغیرہ۔ اس نے بہت نمک مرچ لگایا اور بڑے نخروں کے ساتھ یہ اعتراض اٹھایا۔ بڑی بھاری مجلس تھی۔ سینکڑوں آدمی اس میں شامل تھے اور اس نے مجلس کے مزاج کو بگاڑنے کے لئے بہت ہی طنز کے ساتھ کام لیا۔

میں نے اس سے کہا کہ مولوی صاحب آپ نے بات ختم کر لی ہے تو اب مجھ سے میری بات سن لیجئے۔ قرآن کریم نے یہ فرمایا ہے کہ مومنوں کے لئے دو عورتوں کی مثالیں ہیں ایک مریم کی اور ایک امرات فرعون کی تو آپ نے اپنے لئے اعلیٰ مثال تو نہیں چنی اس پر تو آپ نے مذاق شروع کر دئے ہیں۔ مریم کی مثال تو آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے رہنے دی ہے تو اگر آپ مومن ہیں تو آپ کے لئے اس بات سے مفر نہیں ہے کہ اعلیٰ مثال نہیں چنتے تو کم سے کم ادنیٰ مثال ہی اپنے اوپر صادق کر کے دکھائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو مریمی حالت میں سے گذر کر اس روحانی پاکبازی کا نمونہ دکھا دیا جس میں شیطان کے مس کے بغیر روحانی اولاد نصیب ہوتی ہے اور کوئی ذاتی تمنا، کوئی ذاتی خواہش، کوئی گندہ جذبہ جو شیطان سے نکلتا ہے اس روحانی ولادت میں کارفرما نہیں ہوتا ورنہ ہزارہا لوگ ایسے ہیں جن کو تمنا ہوتی ہے کہ وہ روحانی ترقی کریں نفس ان کو دھوکے دیتا کئی قسم کے توہمات الہام بن جاتے اور کئی قسم کے پیغامات کے غلط مطلب نکالتے اور اپنے مراتب بڑھاتے رہتے ہیں مگر خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ مومن کی مثال مریمؑ کی سی ہے۔ مریم نے کسی ناپاکی کے خیال کو دل میں نہیں آنے دیا اور اس کے باوجود خدا تعالیٰ نے اس کو ایک روحانی بچہ عطا فرمایا تو مومن کی ہر ترقی دل کی پاکیزگی سے وابستہ ہوتی ہے اس میں غیر اللہ کا اور شیطان کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ میں نے کہا ان معنوں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے آپ کو وہ کامل مومن ثابت کر دکھایا جس کی اعلیٰ مثال مریم کی سی ہے آپ اس کو قبول نہیں کرتے اب میں آپ کے الفاظ میں پوچھتا ہوں کہ آپ اگر فرعون کی بیوی بنتے ہیں تو فرعون نے آپ سے کیا کیا اور آپ پر کیسی کیسی واردات گذری۔ جس طرح آپ نخروں سے مسیح موعودؑ پر اعتراض کرتے اور مجھ سے پوچھ رہے تھے اب اسی مجلس میں آپ اپنی داستانیں سنایئے اچانک مجلس کا مزاج اس کے اوپر الٹ گیا۔ وہ لوگ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہنسنے کی تیاری کر رہے تھے وہ مولوی صاحب کی طرف دیکھتے تھے اور ہنستے تھے اور کہتے تھے کہ اب یہاں سے بھاگ جاؤ۔

(اقتباس از خطبہ جمعہ فرمودہ ١٣ نومبر ١٩٩٢ء)

خلافتِ احمدیہ

سے متعلق

جناب باباگورونانک صاحب کی عظیم الشان پیشگوئی

(محترم عباداللہ صاحب گیانی مرحوم کا یہ مضمون الفضل ۲۶ مئی، ۳۱ مئی اور ۴ جون ۱۹۵۹ء سے منقول ہے)

سکھ لٹریچر سے واقفیت رکھنے والے احباب اس بات سے بخوبی آگاہ ہیں کہ جناب باباصاحب نے اپنے رنگ میں حضرت مسیح موعود...... کی صداقت سے متعلق متعدد پیشگوئیاں بیان کی ہیں۔ چنانچہ باباصاحب نے کہیں اس پرگنہ بٹالہ کے گورو اور مصلح ربانی کو پورا گورو قرار دے کر اس کے نبی اور رسول ہونے کا اعلان کیا ہے۔ جیسا کہ آپ کا ارشاد ہے:-

چکنا چور کرے "گور پورا"
تاں کا لیکھ نہ مٹیا جائی

(جنم ساکھی بھائی بالاصفحہ 526)

اور کہیں اسے مرد کا چیلہ بیان کر کے اس کے امتی ہونے کی وضاحت کی ہے۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے:-

"آون اٹھترے جان ستانویں
ہور بھی اٹھسی مرد کا چیلہ"

(گورو گرنتھ صاحب صفحہ 423)

گویا باباجی اپنے رنگ میں یہ حقیقت واضح کرتے ہیں کہ وہ مامور من اللہ ایک پہلو سے پورا گورو (نبی) ہوگا اور ایک پہلو سے مرد کا چیلہ (امتی) ہوگا۔ اس کے ساتھ ہی باباجی نے اس کی صداقت کی ایک یہ نشانی بھی بیان کی ہے کہ جب وہ مرد کا چیلہ پورا گورو یعنی امتی نبی اپنا کام مکمل کر کے اپنے مالک حقیقی کی گود میں چلا جائے گا تو اس کے بعد اس کی جماعت میں اللہ تعالیٰ ایک ایسا نظام قائم کرے گا جس کا سلسلہ دائمی اور غیر منقطع ہوگا۔ اس کے بعد وہ پورا گورو ایک نئے لباس میں دنیا میں ظاہر ہوگا یعنی اس کی خوبو پر اس کا ایک مثیل پیدا ہوگا۔ اس وقت اس کی جماعت دو حصوں میں بٹ جائے گی۔ ایک گروہ "کچے" لوگوں پر مشتمل ہوگا اور دوسرے گروہ میں "پکے" لوگ شامل ہوں گے۔ چنانچہ باباصاحب فرماتے ہیں کہ:-

"چکنا چور کرے گور پورا
تانکا لیکھ نہ مٹیا جائی
مسلمان صفت شریعت
سچے کی وڈیائی"

(جنم ساکھی بھائی بالاصفحہ 526)

یعنی وہ پورا گورو دنیا میں پھیلے ہوئے فسق و فجور کو دلائل سے پاش پاش کر دے گا۔ اس کی تحریر بہت زبردست ہوگی۔ کوئی شخص معقولیت سے اس کی پیش کردہ باتوں کو رد نہ کر سکے گا۔ وہ ...... ہوگا اور اس کی صفت شریعت ہوگی یعنی وہ شریعت کا پابند ہوگا اور ہر ایک راستباز کی عزت اور عظمت کو دنیا میں قائم کرنے والا ہوگا۔

اس کے ساتھ ہی باباجی نے فرمایا ہے کہ:-

ایسا پاسا دھالسی
دور دیبان ابھگ
نوتن جامہ پہن کے
بھنے الگ الگ
اک کچے اک پکیاں
موکہ بھنے نہال
تنہن سیئی نانکا
جو توڑے آپ دیال

(جنم ساکھی بھائی بالاصفحہ 526)

یعنی اس پورے گورو کے بعد ایسا نظام قائم ہوگا جو دائمی اور غیر منقطع ہوگا۔ باباجی نے اس پیشگوئی میں "دور دیبان" اور "ابھگ" کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔

لغات میں ان کے یہ معنی بیان کئے گئے ہیں۔

دیبان:- (1) وہ حاکم جس کے پاس داد فریاد کی جاسکے

(2) انصاف کرنے والا حاکم

(3) حاکم انتظام کرنے والا۔ خزانے والا حاکم (شبدارتھ گورو گرنتھ صاحب صفحہ 1071، دیبان کوش صفحہ 1911، گورو گرنتھ کوش صفحہ 644)

ابھگ:- جو کبھی بھی ٹوٹنے والا نہ ہو (غیر منقطع) (گورو گرنتھ کوش صفحہ 164)

بابا نانک نے خود ہی ان الفاظ کی یوں تشریح کی ہے۔

"دیبان جو ہے سوابھگ لگے گا ٹوٹنے کا کدے ناہی" (جنم ساکھی بھائی بالاصفحہ 527)

یعنی وہ ایک ایسا نظام ہوگا جو دائمی اور غیر منقطع ہوگا۔ لغات کے مندرجہ بالا مضمون اور خود جناب بابا نانک صاحب کی اس پیشگوئی کا یہی مفہوم ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پورے گورو کے بعد اس کی جماعت کی حفاظت اور نگرانی کے لئے ایسے وجود قائم کرے گا۔ جو منتظم اور انصاف کو قائم کرنے والے ہوں گے۔ جن کے پاس لوگ داد فریاد کر سکیں گے۔ یعنی وہ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوں گے اور ان کے پاس بیت المال بھی ہوگا۔ اور جو لوگوں کے دلوں پر حکومت کرنے والے ہوں گے اور ایسے وجودوں کا سلسلہ دائمی اور غیر منقطع ہوگا اور یہ ایک حقیقت ہے کہ یہ سب باتیں سلسلہ خلافت سے ہی وابستہ ہیں۔ خود سیدنا حضرت مسیح موعود...... نے بھی اس سلسلہ خلافت کو دائمی اور غیر منقطع قرار دیا ہے۔ جیسا کہ حضور کا ارشاد ہے۔

"تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی ہے غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں۔ کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک کہ میں نہ جاؤں۔ لیکن جب میں جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا۔ جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ (الوصیت صفحہ 7)

پس سلسلہ خلافت باقی رہنے والی چیز ہے حضرت مسیح موعود...... نے تو اس کے باقی رہنے کو "دائمی" کے لفظ سے ظاہر فرمایا۔ اور جناب بابا نانک صاحب نے "دور دیبان ابھگ" کے الفاظ میں یہ مفہوم ادا کیا ہے۔ اور اس حقیقت سے کسی بھی سمجھدار کو انکار نہیں ہو سکتا کہ جماعت احمدیہ کے لئے خلافت کا قیام ضروری اور لازمی ہے۔ بغیر اس کے جماعت کا شیرازہ کھل جاتا اور جماعت پراگندہ و منتشر ہو جانے کی وجہ سے جماعت ہی نہیں رہ سکتی۔ اور اس کے افراد اسی طرح ایک دوسرے سے بے تعلق ہو جاتے۔ جس طرح کہ کتاب کا شیرازہ کھل جانے سے اس کے اوراق علیحدہ علیحدہ ہو جاتے ہیں اور ہوا کی ہلکی سی لہر سے بھی ادھر ادھر اڑتے پھرتے ہیں۔

باباجی نے اس پورے گورو کے بعد "دور دیبان ابھگ" یعنی خلافت کا دائمی سلسلہ قائم ہونے کے ساتھ ہی یہ پیشگوئی بھی کی ہے کہ پھر وہ پورا گورو ایک نئے رنگ میں اور نئے لباس میں دنیا میں ظاہر ہوگا اس وقت اس کی جماعت میں اختلاف پیدا ہوگا۔ اور وہ دو حصوں میں بٹ جائے گی۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ:-

نوتن جامہ پہن کے
بھنے الگ الگ

(جنم ساکھی بھائی بالاصفحہ 526)

لغات میں "نوتن جامہ" کے معنے نیا، تازہ دم، جوان، بڑھاپے کے بغیر" وغیرہ بیان کئے گئے ہیں۔ ملاحظہ ہو پنجابی شبد بھنڈار، گورو گرنتھ کوش، گرنتھ گورگرا کوش اور میان کوش وغیرہ۔

گویا باباجی نے "نوتن جامہ پہن کے" کے الفاظ بیان کر کے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ وہ پورا گورو ایک نئے لباس میں جوانی کے عالم میں دنیا کے سامنے آئے گا۔ اور اس کی وہ جوانی ایسی ہوگی جس میں ہمیشہ تازگی رہے گی اور اس پر بڑھاپا کبھی بھی غالب نہیں آئے گا۔ یعنی اس کے عزائم اور ارادے ہمیشہ تازہ اور جوان رہیں گے۔ بڑھاپا ان کے قریب بھی نہیں آسکے گا۔

یاد رہے کہ گورو گرنتھ صاحب میں یہ بات بالصراحت بیان کی گئی ہے کہ خدا کے برگزیدہ لوگ کبھی بھی بوڑھے نہیں ہوتے۔ ان کے عزائم اور ارادے ہمیشہ ہمیش جوان رہتے ہیں جیسا کہ مرقوم ہے کہ:-

گور موکہ بڈھے کدے ناہیں
جنہاں انتر سرت گیان

من مکھ بالک بردھ سمان ہیں
جنہاں انتر برسرت ناہی
(گورو گرنتھ صاحب صفحہ 1418)

یعنی جن برگزیدہ لوگوں کو معرفت الٰہی ہے۔ وہ کبھی بھی بوڑھے نہیں ہوتے ان کے عزائم اور ارادے ہمیشہ جوان رہتے ہیں۔ اس کے برعکس جن لوگوں کو خدا تعالیٰ کی معرفت نصیب نہیں ہوتی وہ اگر چھوٹی عمر کے بھی ہوں تو بوڑھے ہی ہوتے ہیں۔ کیونکہ ان کے ارادوں میں جوانی نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ کم ہمت اور پست خیال ہوتے ہیں۔

باباجی نے اپنی اس پیشگوئی میں "نوتن جامہ پہن کے" کے بعد "بھئے الگ الگ" کے الفاظ بیان کئے ہیں۔ گویا جب وہ پورا گورو ایک نئے لباس میں ظاہر ہوگا۔ تو اس کے بعد اس کی جماعت دو حصوں میں بٹ جائے گی۔ اس کے آگے باباجی نے یہ فرمایا کہ:-

اک کچے اک پکیاں
گورمکھ بھئے نہال
تنہں سیتی نانکا
جو توڑے آپ دیال

یعنی وہ دو حصوں میں بٹنے والے لوگ "کچے" اور پکے گورو پر مشتمل ہوں گے۔ اور گورمکھ لوگ اس اختلاف کے نتیجہ میں گھبرائیں گے نہیں۔ بلکہ وہ اسے مشیت ایزدی خیال کر کے خدا تعالیٰ کی رضا پر راضی ہوں گے۔ باباجی نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ وہی لوگ اس کی جماعت سے الگ ہوں گے۔ جنہیں خدا تعالیٰ کی مشیت خود الگ کر دے گی۔

باباجی نے دو حصوں میں بٹنے والے لوگوں کے دو مختلف نام بیان کئے ہیں۔ اور وہ نام "کچے" اور "پکے" ہیں۔ یہ بہت ہی عجیب لطیف اور حقیقت پر مبنی نام ہیں۔ باباجی نے ان مختصر الفاظ میں نہایت عمدہ پیرایہ میں ایک حقیقت بیان کر دی ہے۔ لغات میں ان الفاظ کے مندرجہ ذیل معنی بیان کئے گئے ہیں:-

کچا:- (1) جو پختہ نہ ہو۔ عقیدت سے خالی۔ جس کے دل میں ایمان نہیں۔ جھوٹا عہد کو توڑنے والا۔
(میاں کوش صفحہ 846)

(2) جھوٹا اور ناقابل اعتبار شخص (گرنتھ گور گراتھ کوش 385)
(3) کمزور ایمان بے ٹھکانہ۔ اٹکل پچو، افراط تفریط کی طرف جانے والا۔ (پنجابی شبد بھنڈار صفحہ 273)
(4) جو لوگ پختہ نہ ہوں۔ صراط مستقیم پر گامزن ہونے کے بعد الگ ہو جانے والے لوگ۔ جھوٹے عقیدت سے خالی"۔ (گورو گرنتھ کوش صفحہ 293)

لغات کے ان معنوں کی رو سے معلوم ہوتا ہے کہ اس پرگنہ بٹالہ کے پورے کی جماعت سے الگ ہونے والا ایک گروہ ایسے لوگوں پر مشتمل ہوگا جو ان تمام باتوں سے انکار کر دے تا جن کا کہ وہ خود اختلاف سے قبل قائل رہ چکا ہوگا۔ احباب نبوت اور خلافت وغیرہ مسائل میں مبائعین اور غیر مبائعین کے نظریات کو مد نظر رکھ لیں۔ حضرت مسیح موعود...... کے زمانہ میں تمام لوگ مسئلہ نبوت کے بارہ میں ایک ہی نظریہ پر قائم تھے۔ اور وہ یہی تھا کہ حضور...... تابع شریعت محمدیہ نبی ہیں اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی میں نبوت کا مقام و مرتبہ عطا کیا ہے۔

اسی طرح حضور...... کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح اوّل..... کی خلافت پر بھی کسی کو کوئی اختلاف نہ تھا۔ بلکہ تمام قوم نے متفقہ طور پر حضرت حکیم مولانا نورالدین ...... کو خلیفۃ المسیح تسلیم کیا تھا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی ان دونوں مسائل میں 1914ء کے بعد جماعت احمدیہ میں اختلاف پیدا ہوا۔ اور دونوں گروہوں کے الگ الگ نظریات ہو گئے۔ مبائعین کا گروہ ان عقائد پر قائم ہے جو حضرت مسیح موعود...... کے زمانہ میں اور خلافت اولیٰ کے عہد میں مسئلہ نبوت اور خلافت سے متعلق تمام جماعت احمدیہ کے تھے۔ دوسرے گروہ سے تعلق رکھنے والے لوگوں نے ان مسائل اور عقائد کو چھوڑ دیا یہی بات بابا نانک جی کی پیشگوئی میں مذکور ہے۔ کہ ایک گروہ ان باتوں کو چھوڑ دے گا۔ جنہیں وہ پہلے تسلیم کرتا تھا اور اس عہد کو توڑ دے گا جو اس نے حضرت مسیح موعود...... اور حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کے ہاتھ پر باندھا تھا اور اسی بناء پر باباجی نے اس گروہ کے لوگوں کو کچے گروہ کے الفاظ سے یاد کیا ہے۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود...... کے الہامات میں بھی یہ "کچا" لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ جیسا کہ حضور کا ایک الہام ہے "مسلسلہ قبول الہامات میں سب سے "کچا" مولوی تھا"۔ (تذکرہ صفحہ 414)

دوسرے گروہ کا نام باباجی نے "پکے" تجویز کیا ہے۔ یہ نام بھی حقیقت پر مبنی ہے۔ چنانچہ لغات میں "پکے" لفظ کے معنے یوں مذکور ہیں:-

پکا:- (1)۔ کچی حالت سے پختہ حالت کو حاصل کرنے والا...... کامل فرمانبردار (میاں کوش صفحہ 2187)
(2)۔ کامل پختہ۔ مضبوط۔ نہ ٹوٹنے والا جس کا عقیدہ پختہ ہے۔ بے خوف دلیر۔ دانا۔ فتح یاب۔
(پنجابی شبد بھنڈار صفحہ 692)
(3)۔ جو اپنے ابھیاس اور غور و فکر کے بعد کسی اصول پر قائم ہو۔ اور کسی اعلیٰ خوبی کا حامل ہو۔
(گورو گرنتھ کوش صفحہ 721)

لغات میں بیان کردہ "پکے" لفظ کے یہ معنی بالکل واضح ہیں۔ ان میں بیان کردہ ایک ایک لفظ مبائعین حضرات کی صداقت کو واضح کر رہا ہے۔

جناب بابا نانک جی نے "کچے" اور "پکے" گروہ کے بارہ میں جو پیشگوئی بیان کی ہے۔ اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ باباجی کے نزدیک "پکے" گروہ کے لئے کامیابیاں اور کامرانیاں مقدر ہیں۔ کیونکہ لغات میں "پکے" کے یہ معنے بھی ہیں کہ وہ سب سے اونچا اور فتح پانے والا ہے۔ ان معنوں کی رو سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پکے لوگوں کو ہی ہر لحاظ سے فتح دے گا۔ اور وہی حضور...... کے الہام

میری فتح ہوئی
میرا غلبہ ہوا

کے حقیقی مصداق ہوں گے۔

اس سے قبل یہ بیان کیا جا چکا ہے کہ جناب بابا نانک صاحب نے پرگنہ بٹالہ میں ظاہر ہونے والے "مرد کے چیلے" اور "پورے گورو" (امتی نبی) سے متعلق متعدد پیشگوئیاں بیان کی ہیں منجملہ ان کے ایک پیشگوئی یہ ہے کہ اس پورے گورو کے بعد اس کی جماعت میں سلسلہ خلافت قائم ہوگا جو دائمی اور غیر منقطع ہوگا اور پھر وہ پورا گروہ اک نئے لباس میں دنیا کے سامنے آئے گا تب اس کی جماعت میں اختلاف پیدا ہوگا اور وہ دو حصوں میں بٹ جائے گی باباجی نے ایک گروہ کو کچے اور دوسرے گروہ کو پکے کے نام سے یاد کیا ہے اور لغات میں کچے کے معنے صراط مستقیم پر گامزن ہونے کے بعد اسے چھوڑ دینے والے اور پکے کے معنے آخر دم تک سیدھے راستے پر قائم رہنے والے ہیں۔

جناب بابا نانک صاحب نے اپنی اس پیشگوئی کی خود ہی یہ تشریح فرمائی ہے کہ:-

"دور دربان ابھگ کھے ایسا پاسا ڈھالے گا۔ دنیا تے دور رہے گا۔ دربان جو ہے سو ابھگ لگے گا۔ تٹنے کا کدے ناہی۔ ار اک اک کچے اک پکیاں سو کی ہے، پکے تاں گورمکھ ہیں۔ سو توٹنے کے ناہی گورمکھ کہن گے جو ایہہ پورن پورکھ انباشی سرشٹ کا کرتا کرنے ہارا ہے۔ ار جو کچے ہیں سو بھرمائیں گے سو کہن گے ایہہ راجہ ہے ار گورمکھ گورو کے پیارے ہیں تن کو نندن گے۔ تن کو ستگورو آپ توڑسٹے گا۔

تنہں سٹی نانکا جو توڑے آپ دیال
(جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ 528)

باباجی نے اس تشریح میں پکے لوگوں کی مزید وضاحت کر دی ہے آپ فرماتے ہیں کہ پکے تاں گورمکھ ہن سو توٹنے کے ناہیں۔

یعنی پکے لوگ اس کی جماعت سے کسی صورت میں بھی الگ نہیں ہوں گے اس سے صاف ظاہر ہے کہ کچے لوگوں کی حالت اس کے بالکل برعکس ہوگی وہ اس کی جماعت سے الگ ہو جائیں گے اور صحیح مسلک ترک کر دیں گے۔ باباجی نے اس تشریح میں اپنے رنگ میں دونوں گروہوں کے خیالات اور عقائد کو بھی واضح کر دیا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ پکے گروہ میں یہ تین باتیں نمایاں طور پر پائی جائیں گی اور یہی ان کے بنیادی عقائد ہوں گے کہ

1۔ پورن پورکھ وہ اسے پورن پورکھ یعنی کامل انسان تسلیم کریں گے۔
2۔ انباشی وہ اسے دائمی زندگی پانے والا تصور کریں گے۔
3۔ سرشٹ کا کرتا کرنار ہارا:- وہ اسے نئی زمین اور نئے آسمان کا بنانے والا تسلیم کریں گے۔ اس کے برعکس کچے لوگوں کی تین باتیں باباجی نے یہ بیان کی ہیں:-

(1)۔ اوہ بھرمائیں گے:- یعنی ان کا اختلاف محض وہم کا نتیجہ ہوگا۔ حق ان کے ساتھ نہ ہوگا۔
(2)۔ ایہہ راجہ ہے:- وہ اس کے درجہ کو قائم کرنے والے ہوں گے۔ باباجی نے راجہ لفظ کو پورن پورکھ کے مقابلہ میں بیان کیا ہے۔
(3) گورو کے پیاروں کی نندا کریں گے:- یعنی ان کا مشن تائید موعود کی بجائے عداوت محمود میں تبدیل ہو جائے گا۔

ان تمام باتوں پر اگر سکھ کتب اور احمدیہ لٹریچر کی روشنی میں غور کیا جائے تو حقیقت بالکل واضح ہو جاتی ہے۔ پورن پورکھ کے معنے کامل انسان کے ہیں۔ اور اس حقیقت سے کسی بھی سمجھ دار کو انکار نہیں ہو سکتا کہ انسانیت کا حقیقی کمال نبوت ہے۔ اور نبیوں میں سے سب سے کامل نبی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور حضور کی اتباع میں دوسرے نبیوں کو بھی اپنے اپنے زمانہ میں کامل انسان کہا جا سکتا ہے سردار بہادر کاہن سنگھ جی نابھہ نے پورن پورکھ کے معنے یہ بیان کئے ہیں:۔

"پورن پورکھ۔ کامل انسان جس میں کوئی کمی نہ ہو" (میان کوش صفحہ 2857)

حضرت مسیح موعود...... نے انہی معنوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور سری کرشن جی مہاراج کو کامل انسان قرار دیا ہے۔ (تحفہ قیصریہ صفحہ 26، لیکچر سیالکوٹ صفحہ 23)

اور یہ سب کے سب خدا کے برگزیدہ اور نبی تھے۔ حضور نے خود اپنے بارہ میں یہ فرمایا ہے کہ:۔

"میں منعم علیہ گروہ میں سے فرد اکمل کیا گیا ہوں۔ اور یہ فخر اور ریا نہیں خدا نے جیسا چاہا کیا" (خطبہ الہامیہ صفحہ 112)

نیز تریاق القلوب کے صفحہ 297 پر بھی حضور نے خود کو کامل انسان ظاہر فرمایا ہے:۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود...... نے حضرت مسیح موعود...... کا مقام اور مرتبہ واضح کرنے کے لئے حقیقۃ النبوۃ کے نام پر ایک معرکۃ الآرا کتاب تصنیف فرمائی ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ اس میں بھی حضور...... نے حضرت مسیح موعود...... کی نبوت کو واضح کرنے کے لئے کامل انسان کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں:۔

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے زور سے ہی بلا کسی اور انسان کے سہارے کے اس درجہ کو پہنچے جو خدا تعالیٰ نے آپ کو دیا۔ لیکن حضرت مسیح موعود...... صرف اپنی ذاتی استعداد کے ساتھ اس مرتبہ کو نہیں پہنچے بلکہ آپ کی ذاتی استعداد کے ساتھ فیضان محمدی مل گیا اور ایک تو مسیح موعود...... کی فطری طاقتوں نے اس کو اوپر اٹھایا اور دوسرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ہاتھ کو پکڑ کر اسے بلند کیا۔ اس لئے پہلے کی نسبت جلد ایسا کامل انسان ظاہر ہوا اور تیرہ سو سال کے اندر ایسے کامل انسان کا ظہور بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قوت فیضان کا ایک زبردست ثبوت ہے" (حقیقۃ النبوۃ صفحہ 138)

پس بابا جی کا اپنی پیشگوئی میں یہ بیان کرنا کہ پکے گروہ کے لوگ اسے "پورن پورکھ" یعنی کامل انسان تسلیم کریں گے اپنے اندر یہی مفہوم لئے ہوئے ہے کہ وہ اسے انسانیت کے کمال نبوت کو پانے والا یقین کریں گے۔ اس کے برعکس کچے گروہ سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے بارہ میں بابا جی نے یہ فرمایا ہے کہ وہ محض وہم کا شکار ہوں گے۔ ان کے پاس اپنے خیالات کی تائید میں کوئی پختہ دلیل نہ ہوگی۔ وہ اسے پورن پورکھ کی بجائے راجہ تسلیم کریں گے۔ یعنی اسے نبی ماننے سے انکار کر دیں گے اور ان کا یہ انکار محض اپنے وہم اور خیال کا نتیجہ ہوگا۔ بابا جی نے اس سلسلہ میں جو الفاظ بیان فرمائے ہیں وہ "بھرمائین گے" ہیں اور بھرم کے معنے لغات میں یہ مرقوم ہیں کہ "کچھ اور کو اور خیال کرنا" "جھوٹا گیان" یعنی خلاف حق باتیں شکوک وشبہات جو حقیقت کے خلاف ہو۔ بابا جی نے پورے گورو کو راجہ تسلیم کرنے کے بارہ میں خود ہی یہ تشریح کی ہے کہ آد پورکھ گورو ہی ہے۔ وہ جگ جگ میں ظاہر ہو رہا ہے۔ سب کو اس نے اپنے سوت میں پرو دیا ہے یعنی قانون قدرت کے موافق ہر شے نمودار ہوتی ہے۔ اور صورت تبدیل کرتی رہتی ہے۔ بعض نے اس رمز کو سمجھا ہے اور بعض نہیں جانتے اور وہ راجہ کی صورت خیال کرتے ہیں لیکن جس نے گورو کو پہچانا ہے اور حکم مانا ہے گوربانی کو دل میں جگہ دی اور صدق یقین سے ایمان لائے۔ وہ یہاں پورش ہو گیا جو لوگ اس کے پیرو ہو گئے وہ بھی نجات پا گئے" (جنم ساکھی بھائی بالا اردو صفحہ 581)

الغرض کسی پورے گورو کو راجہ تسلیم کرنا بابا نانک صاحب کے نزدیک صحیح عقیدہ نہیں ہے۔

دوسری بات بابا جی نے یہ بیان کی ہے کہ پکے لوگ اس پورے گورو کو انیاشی یعنی دائمی زندگی پانے والا تسلیم کریں گے ظاہر ہے کہ کسی مامور من اللہ کی دائمی زندگی اس کے سلسلہ کے قیام اور اس کے مشن کے جاری رہنے میں ہے اور اس مقصد کے لئے ہی اللہ تعالیٰ نے اپنے فرستادوں کے بعد سلسلہ خلافت کو قائم کیا ہے گویا کہ کسی فرستادہ کی دائمی زندگی اس کے بعد اس کے ماننے والوں میں سلسلہ خلافت سے وابستہ ہے خود سیدنا حضرت مسیح موعود...... کا اس بارہ میں ارشاد ہے کہ:

"چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقاء نہیں لہذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں۔ ظلی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے۔ سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔" (شہادۃ القرآن صفحہ 58)

پس کسی مامور کے بعد اس کی جماعت میں خلافت کا قیام ہی اس کی دائمی زندگی کی علامت ہے۔

بابا جی کا یہ بیان کرنا کہ پکے لوگ پرگنہ بٹالہ کے گورو کو انیاشی مانیں گے اپنے اندر یہی مفہوم لئے ہوئے ہے کہ وہ پکے گروہ کے لوگ اس کے بعد خلافت کے قائل ہونگے چنانچہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح اول...... نے ہی حضرت مسیح موعود...... کی دائمی زندگی کو سلسلہ خلافت سے ہی وابستہ کیا ہے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا ہے کہ:

"میں ہرگز کسی احمدی کے لئے جائز نہیں سمجھتا کہ وہ اپنے مسیح کو مردہ کہے بلکہ ضرور ہے کہ اسے زندہ کیا جائے یہ میرا حکم نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے در حقیقت انسان پر جب موت آتی ہے۔ تو اس کے اجزاء متفرق ہو جاتے ہیں مگر دیکھو کہ اس کے مرید بمنزلہ اجزاء کے تھے۔ وہ بجائے اس کے کہ متفرق ہوں۔ ان میں وحدت کی روح پھونکی گئی" (بدر 11 جون 1908ء)

حضرت خلیفۃ المسیح اول...... نے واضح ارشاد میں فرمایا ہے کہ ہمارا مسیح زندہ ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے اس کے وصال کے بعد اس کی جماعت میں سلسلہ خلافت کو قائم کر کے جماعت کے لوگوں کو پراگندہ اور منتشر ہونے سے بچا لیا۔ اور وہ سب کے سب ایک ہاتھ پر جمع ہو گئے اور اس طرح ان میں وحدت کی روح پھونک دی گئی۔ اور یہ ہمارے مسیح...... کی ابدی زندگی کی ایک زبردست علامت ہے۔ اور جو لوگ خلافت کے منکر ہیں۔ وہ حقیقت میں حضور...... کے ابدی زندگی کے انکاری ہیں۔ اور ان کا خلافت کا انکار اپنے وہم کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ وہ خلافت اولیٰ کے زمانہ میں خود بھی اس کے قائل رہ چکے ہیں اور حضرت حکیم مولانا نورالدین...... کو خلیفۃ المسیح تسلیم کر چکے ہیں۔ اور اس خلافت اولیٰ کو تسلیم کرنے کے بعد خلافت ثانیہ کا انکار ان کے "کچے" ہونے کو واضح کر رہا ہے۔

تیسری بات بابا جی نے اس سلسلہ میں یہ بیان کی ہے کہ پکے گروہ سے تعلق رکھنے والے لوگ اس مصلح ربانی کو نئی زمین اور نیا آسمان بنانے والا تسلیم کریں گے۔ ظاہر ہے کہ بابا جی کی اس سے مراد یہ مادی زمین اور مادی آسمان نہیں ہو سکتے کیونکہ یہ تو خود بابا جی سے بہت پہلے عالم وجود میں آ چکے تھے۔ لہذا اس سے مراد اس مصلح ربانی کا روحانی دنیا بسانا ہی ہو سکتا ہے اور اس بارہ میں حضرت مسیح موعود...... کے واضح ارشادات بھی موجود ہیں چنانچہ حضور فرماتے ہیں کہ:

"ایک دفعہ کشفی رنگ میں میں نے ایک نئی زمین اور نیا آسمان پیدا کیا ہے اور پھر میں نے کہا کہ آؤ انسان پیدا کریں اس پر نادان مولویوں نے شور مچا دیا کہ دیکھو اب اس شخص نے خدائی کا دعویٰ کیا ہے۔ حالانکہ کشف کا مطلب یہ تھا کہ خدا میرے ہاتھ پر ایک ایسی تبدیلی پیدا کرے گا کہ گویا آسمان اور زمین نئے ہو جائیں گے اور حقیقی انسان پیدا ہوں گے" (چشمہ مسیحی حاشیہ صفحہ 35)

ایک اور مقام پر حضور نے فرمایا کہ:۔

"خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے کہ وہ نئی زمین اور نیا آسمان بنا دے۔ وہ کیا ہے نیا آسمان؟ اور کیا ہے نئی زمین؟ نئی زمین سے مراد پاک دل مراد ہیں جن کو خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ سے تیار کر رہا ہے اور خدا ان سے ظاہر ہوگا۔ اور نیا آسمان وہ نشان ہیں جو اس کے میرے ہاتھ سے اسی کے اذن سے ظاہر ہو رہے ہیں"۔ (کشتی نوح صفحہ 7)

الغرض یہ نئی زمین اور نیا آسمان ایک روحانی نظام ہے جو حضرت مسیح موعود...... کے بابرکت ہاتھوں سے جماعت احمدیہ کے قیام کی شکل میں ظہور میں آیا۔ اور جس کے تسلسل اور دائمی قیام کی بنیادی اینٹ حضور کے بعد قدرت ثانیہ یعنی سلسلہ خلافت ہے۔ اگر اس بنیادی اینٹ کو ہلا دیا جائے تو اس نظام کی تمام عمارت دھڑام سے آ گرے گی اور تمام قوم کا شیرازہ کھل جائے گا۔ اور وہ پراگندہ اوراق کی مانند منتشر ہو جائے گی۔

پس بابا جی کا یہ بیان کرنا کہ اس پورے گرو کے ماننے والے پکے لوگ اسے سرشٹ کا کرتا کرتے ہارا تسلیم کریں گے۔ اس بات کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ وہ اسے ایک روحانی نظام کا قائم کرنے والا یقین کریں گے اور وہ خود بھی اس نظام میں منسلک ہوں گے اور دوسروں کو بھی اس میں شامل ہونے کی دعوت دیں گے۔

بابا جی نے اس کے مقابل پر کچے لوگوں کی تیسری بات یہ بیان کی ہے کہ وہ اس پورے گورو کے ماننے والوں کی اندھا دھند مخالفت میں لگ جائیں گے۔ گویا کہ ان کا مشن عداوت میں تبدیل ہو جائے گا۔

1914ء سے لے کر اب تک تاریخ احمدیت اس بات پر شاہد ہے کہ جن لوگوں نے حضرت خلیفۃ المسیح اول...... کی وفات کے بعد مسئلہ خلافت میں اختلاف کیا اور الگ ہو گئے۔ انہوں نے اس کے بعد آہستہ آہستہ اپنا مقصد ہی ہماری جماعت کی مخالفت بنا لیا بلکہ سیدنا حضرت مسیح موعود...... کے اسی لخت جگر کو اپنا تختہ مشق بنایا جسے وہ خود حضرت مسیح موعود...... کی صداقت کی ایک واضح دلیل قرار دیا کرتے تھے۔ اور لوگوں سے یہ کہا کرتے تھے۔

"اب وہ سیاہ دل لوگ جو حضرت مرزا صاحب کو مفتری سمجھتے ہیں اس بات کا جواب دیں کہ اگر یہ افتراء ہے تو یہ سچا جوش اس بچہ کے دل میں کہاں سے آیا۔ **جھوٹ تو ایک گند ہے پس اس کا اثر تو چاہیئے تھا کہ گند ہوتا نہ یہ کہ ایک پاک اور نورانی جس کی نظیر نہیں ملتی**"۔ (ریویو جلد 5 صفحہ 3)

بابا جی نے اس پیشگوئی کے تسلسل میں اس بات کی بھی وضاحت کر دی کہ جو لوگ اس مصلح ربانی کے سلسلہ سے الگ ہوں گے وہ پھر واپس نہیں لوٹیں گے۔ البتہ اللہ تعالیٰ اس کی جماعت میں ان کے نعم البدل لوگ شامل کر کے اسے مضبوط کر دے گا۔ جیساکہ بابا جی نے فرمایا

"جو پورکھ ٹوٹن گے سو پھیر ناہی ملن گے جیسے پنکھی کے پر ٹوٹدے ہن سو پھیر نویں سریوں اگدے ہن تویں نویں سرے کھیت جمادے گا۔ (جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ 567)

خلاصہ پیشگوئی

بابا نانک صاحب کی اس پیشگوئی کا خلاصہ یہ ہے کہ **مسلمانوں** میں پیدا ہونے والے اور سیف کا کام قلم سے دکھانے والے مرد کے چیلے اور پورے گورو (**یعنی امتی نبی**) کا جب وصال ہو گا تو اس کے بعد اس کی جماعت میں ایک ایسا نظام قائم ہو گا۔ جو غیر منقطع ہو گا ظاہر ہے کہ یہ نظام خلافت ہی ہو سکتا ہے۔ ورنہ کسی ایک شخصیت کے دوام کا حاصل ہونا محال ہے۔ گویا بابا جی نے یہی بیان کیا ہے کہ اس پورے گورو کے بعد اس کی جماعت میں نظام خلافت قائم ہو گا۔ اور ایسے خلفاء ہوں گے۔ جن کے قبضہ میں بیت المال ہو گا۔ اور جو لوگوں کی داد فریاد بھی سنیں گے اور جو اس کی جماعت کی نگرانی کریں گے۔ اس کے بعد وہ پورا گورو ایک نئے لباس میں دنیا میں ظاہر ہو گا یعنی اس کا ایک ایسا جانشین ہو گا جو اس کی خوبو پر ہو گا۔ اور وہ جوانی کے عالم میں ظاہر ہو گا اور اس کے خیالات اور عزائم میں کبھی بھی بڑھاپا نہ آئے گا۔ اور وہ اپنے خیالات کے لحاظ سے ہمیشہ جوان رہے گا اس کے ظہور پر بعض لوگ اسے شناخت نہ کر سکیں گے۔ کیونکہ بعض جنم ساکھیوں میں "بھئے الگ الگ" کی بجائے "بھئے الکھ الگ" کے الفاظ میں آئے ہیں۔ اور الکھ کے معنی "سمجھ سے بالا" جسے سمجھا نہ جا سکے بھی ہیں۔ گویا اس پورے کا نئے لباس میں ظاہر ہونا۔ بعض لوگوں کی سمجھ سے بالا ہو گا۔ اور وہ اسے پہچان نہ سکیں گے۔ اور علیحدگی اختیار کر لیں گے اس طرح اس پورے گورو کی جماعت کچے اور پکے لوگوں کے دو حصوں میں بٹ جائے گی۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ اختلاف کا آغاز مسئلہ خلافت پر ہو گا۔ یعنی ایک گروہ ایک وقت نظام خلافت کا منکر ہو جائے گا۔ اس سلسلہ میں بابا جی نے دوسرے گروہ کے لئے پکے لفظ کا استعمال کیا ہے گویا کہ **کچے لوگ تو اپنی مصلحتوں** کے پیش نظر اپنے سابقہ خیالات اور عقائد کو ترک کر دیں گے۔ اور جن عقائد میں انہیں اختلاف ہو گا۔ انہیں وہ اس سے قبل خود ہی درست تسلیم کر چکے ہوں گے۔ اور دوسرا گروہ پکے لوگوں کا ہو گا۔ جو اپنے کسی عقیدہ یا خیال میں کوئی تبدیلی نہیں آنے دے گا۔ بابا جی نے **اس سلسلہ میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ پکے گروہ کے لوگوں** کے عقائد کی بنیاد اس بات پر ہو گی کہ یہ پورا گورو "پورن پورکھ" یعنی کامل انسان ہے۔ اس نے انسانیت کے کمال کو حاصل کیا ہوا ہے۔ گویا وہ اس پورے گورو کو پورن پورکھ (نبی) اور ستگورو (رسول) تسلیم کریں گے۔ یاد رہے کہ حضرت مسیح موعود......... نے گورو کے لفظ کو رسول کے مترادف ہی قرار دیا ہے۔ (ست بچن صفحہ 95) اور خدا سکھ وددان بھی گورو کے لفظ کو رسول کے مترادف قرار دیتے ہیں۔ (رسالہ لکھاری امرتسر اپریل مئی 1943ء) اس کے ساتھ ہی وہ اسے انباشی بھی مانیں گے۔ یعنی اس کے بعد وہ سلسلہ خلافت کے قائل ہوں گے۔ کیونکہ نبوت کے ساتھ خلافت ضروری ہے اور کوئی نبوت بغیر خلافت کے نہیں ہو سکتی اور حضرت مسیح موعود......... چونکہ تابع شریعت محمدیہؐ نبی اور رسول ہیں۔ اس لئے حضور نے بھی اپنے بعد دوسری قدرت یعنی سلسلہ خلافت کو ضروری قرار دیا ہے۔ اور اس کے برعکس کچے گروہ سے تعلق رکھنے والے لوگ ایک وقت سلسلہ خلافت کا انکار کر دیں گے حالانکہ اس سے پہلے وہ اسے تسلیم کر چکے ہوں گے کیونکہ بغاوت کی رو سے کچے کے معنے ایک راستہ اور مسلک کو اختیار کرنے کے بعد ترک کرنے والا بھی ہیں اور اسکے بعد وہ اس پورے گورو کی نبوت سے بھی انکار کر دینگے یعنی انکا اس پورے گورو کی نبوت سے انکار دراصل خلافت سے منحرف ہونے کا ایک لازمی نتیجہ ہو گا۔ وہ اسے پورن پورکھ (نبی) اور ستگورو (رسول) ماننے کی بجائے صرف ایک راجہ تسلیم کریں گے۔ گویا کہ وہ اس کا سرے سے انکار نہیں کریں گے۔ بلکہ اسکے درجہ کو کم کرنیکی کوشش کرینگے حالانکہ وہ اختلاف سے قبل خلافت اور نبوت دونوں مسائل کو صحیح تسلیم کر چکے ہوں گے۔ اور انکے بعد کے تبدیل شدہ عقائد کی بنیاد کسی دلیل پر نہ ہو گی۔ بلکہ وہ محض بھرم کا شکار ہو کر اپنے مسلک کو تبدیل کریں گے۔ یاد رہے کہ بھرم کے معنے لغات میں یہ مرقوم ہیں کہ:

1۔ گھومنا۔ پھر جانا۔ مغالطہ۔ جھوٹا گیان۔ کچھ اور کو اور سمجھنا۔ شکوک و شبہات

(میان کوش صفحہ 2714)

یعنی وہ اپنے وہم کی پیروی کرنے والے ہوں گے۔ اور جو کچھ درست سمجھ رہے ہوں گے۔ وہ حقیقت کے خلاف ہو گا۔ گویا ان کا اس پورن پورکھ کو راجہ تسلیم کرنا حقیقت پر مبنی نہ ہو گا۔ اور وہ پورن پورکھ (نبی) ہو گا۔

بابا جی نے اس سلسلہ میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ "پکے" گروہ سے تعلق رکھنے والے لوگ اس پورے گورو کو نئی زمین اور نیا آسمان بنانے والا بھی تسلیم کر رہے ہوں گے اور وہ نئی زمین اور نیا آسمان ایک روحانی نظام پر مشتمل ہو گا۔ اور "کچے" گروہ کے لوگ اپنی زندگی کا مقصد "پکے" گروہ کے لوگوں کی نندہ کرنا بنا لیں گے اور نندہ کے معنی لغات میں خوبی کو عیب خیال کرنا ہے۔

(ملاحظہ ہو میان کوش صفحہ 2119)

گویا کہ کچے گروہ کے لوگ پکے لوگوں کی مخالفت میں اس حد تک بڑھ جائیں گے۔ ان کی خوبیاں بھی انہیں عیوب نظر آئیں گی۔ اور وہ ان پر الزام تراشنے میں اپنا وقت اور روپیہ صرف کریں گے۔ بابا جی کچے گروہ کے لوگوں کے متعلق یہ بیان کر چکے ہیں کہ وہ بھرم میں مبتلاء ہوں گے اور بھرم کے معنے ہم بیان کر چکے ہیں۔ کہ کچھ کو کچھ اور سمجھنا ہے۔ اس سلسلہ میں بابا جی نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ جو لوگ اختلاف کریں گے اور نظام خلافت سے الگ ہو جائیں گے وہ پھر واپس نہیں لوٹیں گے۔ البتہ اللہ تعالیٰ انکے نعم البدل لوگ جماعت میں داخل کر دے گا۔ جو پکے لوگوں کی تسلی اور تقویت کا باعث ہونگے اور جو لوگ الگ ہوں گے ان کی علیحدگی مشیت ایزدی کے ماتحت ہی ہو گی اور خدا تعالیٰ کی تقدیر خود ہی انہیں الگ کر دے گی۔ اور پکے لوگ ان کے اختلاف اور علیحدگی سے بالکل نہیں گھبرائیں گے۔ بلکہ وہ اپنے رب العزت کی اس تقدیر پر راضی رہیں گے اور ہر حالت میں خوش رہیں گے اور ان کا آپس میں ایسا تعلق ہو گا۔ جو اس دنیا میں بھی قائم رہے گا۔ اور مرنے کے بعد بھی اس کا سلسلہ منقطع نہ ہو گا۔ یہی وجہ ہے کہ گورو گرنتھ صاحب میں کچے لوگوں سے تعلقات منقطع کرنے اور پکے لوگوں سے قائم کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ جیساکہ ایک جگہ مرقوم ہے کہ

نانک کچڑیاں سیوں توڑ
ڈھونڈھ سجن سنت پکیاں
اوے جیوندے وچھڑے
اوے مویاں نہ جاہی چھوٹے

(گورو گرنتھ صاحب صفحہ 2۔11)

یعنی نانک جی کہتے ہیں کہ کچے لوگوں سے اپنے تعلقات منقطع کر لو۔ اور پکے لوگوں کی تلاش کرو۔ کچے لوگوں کا تعلق عارضی ہوتا ہے۔ اور وہ اس دنیا میں ہی ختم ہو جاتا ہے اور پکے لوگوں سے قائم کیا گیا تعلق مرنے کے بعد بھی قائم رہتا ہے۔ اور اس کا اثر اخروی زندگی میں بھی ساتھ جاتا ہے۔

الغرض بابا جی کی اس پیشگوئی میں تمام باتیں ایسی ہیں۔ جو جماعت احمدیہ کے تاریخی اختلاف سے جو 1914ء میں حضرت خلیفۃ المسیح اول کی وفات اور خلافت ثانیہ کے انتخاب پر رونما ہوا تھا اور وہ لوگ جو خود کو جماعت کے روح رواں خیال کرتے تھے۔ نظام خلافت کا انکار کر کے جماعت سے الگ ہو گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو خلافت سے وابستہ رکھے اور ہمارا انجام بخیر ہو۔

امسال
جماعت احمدیہ امریکہ کا
جلسہ سالانہ
۲۳، ۲۴ اور ۲۵ جون کو منعقد ہو رہا
ہے

دینی مدارس یا تخریب کاری کے اڈے ؟

پاکستان میں فرقہ واریت کی آگ بھڑکانے کا ذمہ دار کون ہے؟

(رشید احمد چوہدری)

دنیا کا واحد ملک پاکستان ہے جہاں نام نہاد دینی مدارس میں مولویوں کی افزائش برسات کے مینڈکوں کی طرح ہو رہی ہے۔ جہاں ایک ملاں بننے کے لئے کسی کوالی فی کیشن کی ضرورت نہیں۔ صرف ڈاڑھی کے بال بڑھانا اور اپنے مخالف عقیدہ رکھنے والے کو بے پناہ مغلظات سنانا ہی "عالم" کہلانے کے لئے کافی ہے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ ایک ملاں عوام کے پیسے پر ہی پلتا ہے مگر بجائے قوم کا شکر گزار ہونے کے پیر تسمہ پا کی طرح اسی کے سر پر سوار ہو کر اور اس کا خون نچوڑ کر زندہ ہے۔ آج کا ملاں معاشرے میں سرطان کی حیثیت رکھتا ہے جس کی جڑیں روز بروز گہری ہوتی جا رہی ہیں اور آہستہ آہستہ یہ پوری قوم اور ملک کو مفلوج بنا رہا ہے سوائے اس کے کہ قوم کے زیرک، سمجھ دار اور محب وطن ارباب اقتدار عمل جراحی سے اس ناپاک وجود کو کاٹ کر علیحدہ کر دیں۔ پاکستان میں ملاؤں نے لوگوں کو باور کرا رکھا ہے کہ اسلام وہی ہے جو ملاں پیش کرتے ہیں حالانکہ اصل اسلام بالکل الگ چیز ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ان ملاؤں نے اپنی کرتوتوں کی وجہ سے اسلام کے اصل چہرے کو اتنا بگاڑ دیا ہے کہ دنیا ان کے پیش کردہ اسلام کی طرف نفرت کی نگاہوں سے دیکھنے لگی ہے اور اس طرح نہ صرف ملک بلکہ اسلام بھی دنیا بھر میں بدنام ہو رہا ہے۔ اگرچہ ملک کے نامور ادیب اور نبض شناس لیڈر قوم کو جھنجھوڑ کر فرقہ واریت کی اس آگ سے بچانے کی کوششوں میں مصروف ہیں جس کے بھڑکانے میں "دینی مدارس" اور ان سے فارغ التحصیل "علماء" کا نمایاں ہاتھ ہے تاہم وہ اس جنگ میں بظاہر مغلوب ہوتے نظر آ رہے ہیں۔ کوئی زمانہ تھا کہ دینی مدارس سے فارغ التحصیل طلبہ کی بھاری تعداد صرف دینی امور سے شغف رکھتی تھی اور سیاست میں دخل دینے کی قائل نہ تھی۔ یہ لوگ علمی بالغ نظری اور بلند حوصلگی کے حامل ہوتے تھے۔ جس سے معاشرے میں امن اور رواداری کی فضا قائم ہوتی تھی مگر آج کل جو کھیپ ان نام نہاد دینی مدارس میں تیار ہو رہی ہے وہ الا ماشاء اللہ تخریب کاروں اور دہشت گردوں کی ہے جو اپنے مخالفوں کی مساجد و عبادتگاہوں میں جا کر بم دھماکے کرتے ہیں اور نمازیوں کے قتل سے بھی باز نہیں آتے۔

فرقہ واریت کا گھر

گزشتہ سال حکومت پاکستان کی انسانی حقوق پر سینٹ کی کمیٹی نے دینی مدارس کی ہیئت اور کارکردگی پر تبصرہ کرتے ہوئے کئی ایک تشویش ناک انکشافات کئے تھے جو حکومت کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی تھے۔ اے۔ پی کی جاری کردہ خبر کے مطابق:

"انسانی حقوق پر سینٹ کی کمیٹی نے حکومت سے کہا ہے کہ مدرسوں کو معاشرے کے لئے مفید بنانے کی خاطر ان کا نصاب اور طریقہ کار نئے سرے سے تشکیل دیا جائے۔ پارلیمنٹ ہاؤس میں پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کمیٹی کے چیئرمین خلیل نے مدرسوں کو فرقہ واریت کا گھر قرار دیتے ہوئے کہا کہ یہ مدرسے مذہبی انتہاپسندی پیدا کر رہے ہیں........ ملک میں ضرورت سے زیادہ علماء پیدا ہو رہے ہیں۔ یہ مدرسے ریاست کے اندر ایک ریاست ہیں۔ اپنے کام کے حوالے سے کسی اور کے سامنے جوابدہ نہیں۔ اگر ہم نے انہیں نہ روکا تو پھر انہیں قابو میں کرنا بہت مشکل ہوگا"۔ (روزنامہ جنگ لندن ۷ ستمبر ۱۹۹۴ء)

اس بروقت انتباہ کے باوجود حکومت کی آنکھیں نہ کھلیں۔ اس کے لائحہ عمل میں کوئی تبدیلی نہ آئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ملک میں دن بدن فرقہ واریت کی آگ بھڑکتی گئی۔ دینی مدارس ملک میں دینی منافرت پھیلانے اور کلاشنکوف کلچر کو فروغ دینے میں مصروف رہے اس طرح ملک میں فرقہ پرست جماعتوں کے ہاتھوں میں خطرناک ہتھیاروں کی وجہ سے دہشت گردی کی فضا قائم ہوتی گئی اور امن کا مسئلہ روز بروز گھمبیر ہوتا گیا۔ چنانچہ اس صورت حال کی وجہ سے ملک کا امن پسند شہری یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ یہ کون سا اسلام ہے جو دہشت گردی کی تعلیم دیتا ہے۔

گزشتہ سال ہی پاکستان کے انسانی حقوق کے کمیشن نے ایک رپورٹ شائع کی تھی جس نے نہ صرف اندرون ملک بلکہ بیرون ملک بھی لوگوں کو چونکا دیا تھا۔ اس رپورٹ میں بتایا گیا تھا کہ میانوالی کے نزدیک ایک مدرسہ میں چار سال سے پندرہ سال تک کے طالبعلموں کو جانوروں کی طرح موٹی موٹی زنجیروں سے باندھ کر رکھا جاتا ہے۔

منتظمین مدرسہ سے جب اس بارہ میں استفسار کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ ان لڑکوں کے والدین ان سے تنگ ہیں اور یہ کہ انہی کے ایماء پر انہیں زنجیروں میں جکڑا گیا ہے۔ رپورٹ میں بتایا گیا تھا کہ چھوٹے چھوٹے معصوم بچوں کے ساتھ دین کے نام پر انسانیت سوز سلوک سے ایسا لگتا ہے کہ یہ بچے کوئی خطرناک مجرم ہیں۔ ظاہر ہے کہ تشدد اور ظلم کے تاریک سایہ تلے تعلیم پانے والے یہ بچے فارغ التحصیل ہو کر جب معاشرے میں قدم رکھیں گے تو وہ اپنے اوپر ہونے والے ظلم کا بدلہ پورے معاشرہ سے لیں گے اور دہشت گرد بن کر سوسائٹی میں فساد کا موجب بن جائیں گے۔

اس صورت حال پر ملک کے دانشوروں نے متعدد بار قلم اٹھایا ہے اور حکومت کو اس خطرناک صورت حال کی طرف توجہ دلائی ہے خود حکومت کی بعض ایجنسیوں کی رپورٹیں بھی اخبارات میں شائع ہوئی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ ملک خانہ جنگی کی طرف بڑی تیزی سے بڑھ رہا ہے چنانچہ ملک کے ایک مقالہ نویس نوید الٰہی صاحب نے روزنامہ جنگ میں "فرقہ واریت ــ ایک ناسور" کے عنوان سے لکھا۔ جس میں کہا:

" دینی درس گاہوں میں عمومی طور پر فرقہ وارانہ

تعلیمات کے ذریعے نوجوانوں کے معصوم دلوں میں نفرتوں کے الاؤ دہکائے جاتے ہیں اور فرقہ واریت کی چنگاریاں شعلے بن کر معاشرے میں آتشزدگی کا باعث بن رہی ہیں"۔ (جنگ لندن ۸ اگست ۱۹۹۴ء)

دہشت گردی کے مراکز

اور جنگ لندن مورخہ ۷ نومبر ۱۹۹۴ء کی ایک خبر کے مطابق:

"ایک خفیہ اور حساس ایجنسی نے کراچی کی موجودہ صورت حال پر ایک رپورٹ تیار کی جو وفاقی حکومت کو بھیجی گئی ..... رپورٹ میں مذہبی تنظیموں کے ان نوجوانوں کو بھی ملوث قرار دیا گیا ہے جن کو تدریسی اداروں میں باقاعدہ دہشت گردی کی تربیت دی جاتی ہے۔

اسی طرح جنگ لندن اپنی ۲۹ نومبر ۱۹۹۴ء کی اشاعت میں "پنجاب میں فرقہ وارانہ واقعات میں ۴۰ فیصد اضافہ" کے عنوان سے محکمہ داخلہ کی ایک خفیہ رپورٹ جو وزیر اعلیٰ پنجاب کو فرقہ واریت کے بارے میں بھجوائی گئی ہے کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتا ہے:

"فرقہ وارانہ تنظیموں نے اپنی باقاعدہ مسلح فورسز قائم کرلی ہیں۔ پنجاب میں صورت حال خانہ جنگی کے قریب پہنچ گئی ہے اور بعض فرقہ وارانہ تنظیموں کے پاس راکٹ لانچر تک موجود ہیں"۔

ملکی اور غیر ملکی امداد

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان دینی تنظیموں کے پاس ان مہلک ہتھیاروں کے لئے سرمایہ کہاں سے آیا؟ جب اس کا کھوج لگایا گیا تو معلوم ہوا کہ بیشتر دینی مدارس غیر ملکی امداد پر چلتے ہیں۔ چنانچہ مولانا طاہر القادری اس بات کی تصدیق کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"پاکستان کی تمام مذہبی اور دینی جماعتیں ملکی اور غیر ملکی امداد پر چل رہی ہیں"۔

(جنگ لندن ۸ اکتوبر ۱۹۹۴ء)

اور یہ رقم کیسے خرچ ہوتی ہے؟ اس سلسلہ میں گھر کے ایک بھیدی مولانا احمد شاہ نورانی کا بیان ملاحظہ فرمایئے۔ وہ کہتے ہیں:

"مذہبی جماعتوں کو بیرونی ملکوں سے براہ راست امداد ملنے والی رقم دہشت گردی کے لئے استعمال کی جاتی ہے"۔ (جنگ لندن ۲۶ نومبر ۱۹۹۴ء)

حکومت کا اظہار تشویش اور دینی مدارس کے متعلق کاروائی کی دھمکی پر مشتمل بیانات

ان تعلیمی اداروں میں دہشت گردی کی تعلیم کے سبب ملک میں امن وامان کی صورت حال ابتر ہوتی گئی جس پر عوام کی تشویش لازمی تھی۔ ملک کے ارباب اختیار نے اس کا نوٹس لیا اور اپنے بیانات میں اس صورت حال کو سدھارنے کا اظہار کیا۔ چند بیانات آپ بھی ملاحظہ فرمایئے:

☆ گورنر پنجاب چوہدری الطاف حسین نے کہا:

"جو دینی مدرسے اسلام کی تعلیم دینے کی بجائے قتل وغارت اور کلاشنکوف پکڑنے کی تربیت دیتے ہیں ایسے اداروں کے خلاف صرف کاروائی پر اکتفا نہیں کیا جانا چاہئے بلکہ ان قانون شکن اداروں کو ختم کر دینا چاہئے ..... انہوں نے کہا کہ بدقسمتی سے اسلام کے نام پر قائم ہونے والے ملک میں ایسی تنظیمیں قائم ہو گئی ہیں جو منظم ہو کر پاکستان کے خلاف تحریک چلا رہی ہیں"۔ (روزنامہ مشرق لاہور، یکم اگست ۱۹۹۴ء)

☆ وزارت داخلہ کے ایک اعلان کے مطابق:

"چاروں صوبوں میں پہلے سے تمام پونے دولاکھ سے زائد دینی درسگاہوں کے بارے میں چھان بین کرنے کے احکامات جاری کئے ہیں"۔

(جنگ لندن ۲۵ ستمبر ۱۹۹۴ء)

☆ وزیراعظم بے نظیر بھٹو نے کہا:

"بعض دینی مدرسوں میں کمسن اور معصوم طالبعلموں کو ہتھکڑیوں، بیڑیوں میں جکڑنے اور انہیں تشدد کا نشانہ بنانے کا سخت نوٹس لیتے ہوئے ایف۔ آئی۔ اے کو ایسے مدارس کے خلاف تحقیقات کا حکم دے دیا ہے"۔ (جنگ لندن، ۳ نومبر ۱۹۹۴ء)

☆ گورنر پنجاب کا ایک اور بیان ملاحظہ فرمایئے۔ وہ فرماتے ہیں:

"مذہبی منافرت پھیلانے والے دینی مدرسوں کو بند کرا دیا جائے گا ...... ایسے مدرسوں میں صرف جاہل ہی پیدا ہوتے ہیں اور ان کی چھان بین کے لئے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں کی ڈیوٹی لگائی جائے گی کہ وہ دیکھیں کہ ایسے مدرسوں میں کیا پڑھایا جاتا ہے، ان کا نصاب کیا ہے اور یہ مدرسے کن بنیادوں پر چل رہے ہیں۔ .... پنجاب حکومت حرکت میں آ گئی ہے اس سلسلے میں کام شروع کر دیا گیا ہے اور اب اگلا قدم یہ ہوگا کہ غلط مدرسے بند کر دئے جائیں گے کیونکہ ایسے مدرسے صرف خرکاروں کے بیگار کیمپ ہیں"۔ (جنگ لندن، ۵ دسمبر ۱۹۹۴ء)

☆ اور وزیر داخلہ جنرل نصیر اللہ بابر نے کہا:

"فرقہ واریت کے خاتمے کے لئے ملک بھر میں دینی مدرسوں کی رجسٹریشن کے بعد ان کے اکاؤنٹس آڈٹ کئے جائیں گے۔ دینی مدرسوں کو ریگولیٹ کرنے کے لئے بہت جلد ایک بل اسمبلی میں پیش کیا جائے گا۔ (جنگ لندن، ۳ جنوری ۱۹۹۵ء)

☆ اور صدر پاکستان جناب لغاری صاحب نے فرمایا:

"دینی مدارس کو تخریب کاری کا گڑھ نہیں بننے دیں گے"۔ (جنگ لندن، ۶ جنوری ۱۹۹۵ء)

حکومت کے ان بیانات سے بظاہر یہ لگتا تھا کہ وہ ان ملک دشمن عناصر کے خلاف سخت قدم اٹھانے کا تہیہ کئے ہوئے ہے اور پیشتر اس کے کہ فرقہ واریت کی وجہ سے دہشت گردی ملک میں بہت بڑی تباہی کا باعث بن جائے اور پوری قوم کو لے ڈوبے یہ توقع کی جاتی تھی کہ حکومت اس فتنہ کی روک تھام کرے گی۔ مگر بدقسمتی سے ایسا نہ ہوا۔

دینی مدارس کی طرف سے حکومت کے خلاف طبل جنگ

دینی مدارس کے سرپرست علماء نے حسب عادت حکومت کے ان بیانات پر خوب واویلا کیا اور شدید ردعمل کا اظہار کیا۔ انہوں نے برملا کہا کہ حکومت کو دینی مدارس میں کسی قسم کے دخل اندازی کا حق نہیں۔ اور اگر حکومت باز نہ آئی تو اس کے خلاف طبل جنگ بجا دیا جائے گا۔ حکومت کے خلاف جوابی کاروائی کرنے کے لئے ملاؤں نے راتوں رات ایک نئی تنظیم "تحفظ مدارس ومساجد" بنا ڈالی اور ۲۷ جنوری

۱۹۹۵ء کو ملک بھر کی مساجد میں یوم احتجاج منایا گیا اور حکومت کے ان فیصلوں کے خلاف قرار دادیں پاس کی گئیں۔

اس کی خبر دیتے ہوئے جنگ لندن نے اپنی اشاعت مورخہ ۲۸ جنوری ۱۹۹۵ء میں لکھا۔

"دینی مدارس اور علوم اسلامیہ کے مراکز کے بارے میں حکومت کی پالیسی اور اقدامات کے حالیہ اعلانات کے خلاف آج ملک بھر میں یوم احتجاج منایا گیا اور مظاہرے کئے گئے۔ جامع مسجد منصورہ میں نماز جمعہ کے اجتماع میں ایک قرار داد منظور کی گئی جس میں دینی مدارس کے بارے میں وزیر اعظم، وزراء اور صوبائی گورنر کے بیانات کی مذمت کی گئی اور حکومت کو متنبہ کیا گیا کہ وہ قوم کے دینی جذبات سے نہ کھیلے۔ دینی تعلیم کے مراکز پر کسی قسم کی پابندی لگانے یا ان میں مداخلت کرنے کی حماقت سے باز رہے"۔

مولویوں کے احتجاجات پر تبصرہ کرتے ہوئے گورنر پنجاب چوہدری الطاف حسین نے کہا۔

"بیرونی امداد سے چلنے والے دینی مدارس جو دہشت گردوں کی تربیت کی آماجگاہیں ہیں انہیں حکومت سختی سے ختم کرے گی ...... دینی مدارس پر حکومتی پابندی کے فیصلے کے خلاف علماء کی طرف سے احتجاج کے اعلان کے متعلق ایک سوال کے جواب میں گورنر پنجاب نے کہا کہ بعض کاروباری مولوی جن کی تعداد دو یا تین درجن سے زائد نہیں وہ اسے ایشو بنانا چاہتے ہیں"۔

مولویوں کے بیانات جو اخبارات میں شائع ہوئے آپ بھی ملاحظہ فرمائیے۔

☆ مولوی سمیع الحق نے کہا۔

"ہم وفاقی کابینہ کے فیصلوں کو تسلیم نہیں کرتے بلکہ دینی مدارس کا تحفظ کریں گے"۔

(جنگ لندن، ۲۵ جنوری ۱۹۹۵ء)

☆ مولانا عبدالمالک نے کہا۔

"ہم حکومت کے عزائم کے خلاف متحد ہو کر تحریک چلائیں گے اور ملک سے لادینیت اور اس کے سرپرستوں کا جنازہ نکال کر دم لیں گے ...... انہوں نے کہا کہ جب تک حکومت علماء کرام سے معافی نہیں مانگ لیتی اور اپنے ناپاک ارادوں سے باز نہیں آ جاتی اس وقت تک تحریک جاری رہے گی"۔

(جنگ لندن، ۲۸ جنوری ۱۹۹۵ء)

☆ مولانا فضل الرحمان نے کہا۔

"حکومت نے فوری طور پر دینی معاملات میں مداخلت بند نہ کی تو اس حکومت کے خلاف طبل جنگ بجا دیا جائے گا۔ دینی مدارس پر قدغن غیر ملکی آقاؤں کو خوش کرنے کے لئے لگائی جا رہی ہے مگر اندرون ملک ایسا طوفان آٹھے گا جس میں حکمران ہمیشہ کے لئے غرق ہو جائیں گے"۔

(جنگ لندن، ۲۷ جنوری ۱۹۹۵ء)

☆ مفتی رفیع عثمانی کہتے ہیں:۔

"دینی مدارس کے تحفظ کے لئے ہم اپنے بچوں کو بھی قربان کر سکتے ہیں ...... انہوں نے تمام مدارس کے ذمہ داروں سے کہا ہے کہ وہ اپنے مدارس میں فوجی ٹریننگ دیں"۔

(جنگ لندن، ۳۰ جنوری ۱۹۹۵ء)

جہاد کے نام پر قتل و غارت کی تربیت کے مراکز

جہاں تک فوجی ٹریننگ کا تعلق ہے پاکستان سے شائع ہونے والے ایک انگریزی روزنامہ "دی نیوز آن فرائیڈے" کی ۲۳ دسمبر ۱۹۹۴ء کی اشاعت میں خالد حسین لکھتے ہیں:۔

"پاکستان میں گوریلا ٹریننگ حاصل کرنا کوئی مشکل مسئلہ نہیں۔ ملک بھر میں کئی Cell کھلے ہوئے ہیں۔ دینی مدرسے ہیں جو اسلحہ کی تربیت کا انتظام کرتے ہیں ...... دینی مدارس میں جہاد کے نام پر لوگوں کو قتل و غارت کے لئے تیار کیا جاتا ہے۔ اس کے بیان کے مطابق ٹریننگ کا مختصر کورس دس ہفتہ کا اور فل کورس ۸ ماہ کا ہے جس میں گوریلا ٹریننگ، جوڈو، کراٹی، ہر قسم کے آتشیں اسلحہ کا استعمال، روٹ پلاننگ، دشمن کی نقل و حرکت کی نگرانی اور پکڑے جانے کے موقع پر خود کشی کی ٹریننگ شامل ہے۔

ٹریننگ کے دوران تمام خرچہ دینی تنظیمیں، افغان سپورٹرز یا سعودی عرب کی طرف سے دیا جاتا ہے۔ پروگرام میں فرقہ کے مخصوص عقائد کے علاوہ ایک گھنٹہ صبح اور ایک گھنٹہ شام برین واشنگ کی جاتی ہے تاکہ زیر تربیت افراد قتل و غارت کر سکیں۔ ایک آدمی کی ٹریننگ پر کل خرچ ڈیڑھ لاکھ روپے آتا ہے"۔

چنانچہ ان گروہوں کا قتل و غارت میں حصہ لینا کوئی خفیہ بات نہیں رہی۔ اس لئے کراچی کے حالیہ فسادات میں جب ان دینی اداروں کے طالبعلموں کے ملوث ہونے کی خبر شائع ہوئی [دیکھیں جنگ لندن، ۷ نومبر ۱۹۹۴ء] تو کسی کو مطلق کوئی اچھنبہ نہیں ہوا۔

اسی طرح اخبار جنگ لندن اپنی ۸ مارچ ۱۹۹۵ء کی اشاعت میں مندرجہ ذیل خبر دیتا ہے:۔

"پنجاب کے ۴۶۷ دینی مدارس فرقہ واریت میں ملوث ہیں" خبر میں بتایا گیا ہے کہ پنجاب کے کل ۲۵۱۲ دینی مدارس میں سے ۹۰۰ حکومت کے زکوٰۃ فنڈ سے امداد وصول کرتے ہیں جبکہ باقی مدرسے ملک اور بیرون ملک تنظیموں، ہمدردوں اور دیگر ذرائع سے عطیات وصول کرتے ہیں"۔

جنگ لندن کی اسی اشاعت میں صدر پاکستان لغاری صاحب کا بیان بھی شائع ہوا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ پاکستان میں واقع مساجد کو ملک دشمن عناصر مہلک ہتھیار مہیا کرتے ہیں۔

مزید فکر انگیز انکشافات

پاکستان کی اس صورت حال پر غیر ملکی اخبارات نے بھی تبصرہ کیا ہے۔ چنانچہ برطانوی جریدے اکانومسٹ نے پاکستان کے بارے میں اپنی رپورٹ میں کہا ہے کہ: حکومت مجاہدین کو غیر مسلح کرنے، مدارس میں یکساں نصاب رائج کرنے اور ان کے فنڈز کے ذرائع کی جانچ پڑتال کرنے پر غور کر رہی ہے لیکن اب تک یہ بات واضح نہیں کہ حکومت یہ مقصد کس طرح حاصل کرے گی جبکہ بیشتر مدارس کی طرف سے کہا گیا ہے کہ وہ کسی بھی قسم کے کنٹرول کی مزاحمت کریں گے۔ رپورٹ کے مطابق صدر ضیاء الحق کے دور میں سرکاری مالی امداد کے ذریعے ہزاروں مدرسے قائم کئے گئے تھے۔ حکومت مختلف مدارس کو سالانہ دس کروڑ روپے بطور امداد دیتی ہے لیکن کہا جاتا ہے کہ اس سے کہیں زیادہ فنڈ ان ملکوں کی طرف سے آتا ہے جو یہاں اپنے برانڈ کے اسلام کے فروغ کے خواہاں ہیں۔

رپورٹ کے مطابق ۸۰ء کی دہائی میں ان میں سے بعض مدارس گوریلا ٹریننگ کے ادارے بن گئے تھے ..... رپورٹ میں مختلف فرقوں اور ان کے درمیان محاذ آرائی کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ یہ گروہ جدید اسلحہ سے لیس ہیں جن میں راکٹ لانچر اور آٹومیٹک رائفلوں کا مظاہرہ عام احتجاجی اجتماعات میں کیا جاتا ہے"۔

(جنگ لندن، ۳۰ جنوری ۱۹۹۵ء)

☆ اور اخبار انڈی پنڈنٹ آف سنڈے لندن اپنی ۵ مارچ ۹۵ء کی اشاعت میں ان مذہبی تنظیموں کے خطرناک ارادوں کے بارے میں یوں رقمطراز ہے:۔

" یہ مذہبی بنیاد پرست فوجی طور پر منظم ہیں۔ اگرچہ قومی انتخابات میں انہیں ۳ یا ۴ فیصد ووٹ حاصل ہوئے تھے تاہم ان کے پاس ہتھیار خریدنے کے لئے بے شمار سرمایہ موجود ہے اور وہ اس آتشیں اسلحہ کو استعمال کرنے میں دریغ بھی نہیں کرتے"۔

☆ اخبار فرنٹیئر پوسٹ پاکستان کی ۲۰ جنوری ۱۹۹۵ء کی اشاعت میں دینی مدارس پر ایک طویل مقالہ شائع ہوا ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ کسی مذہبی گروپ کے ساتھ کتنے مذہبی ادارے ہیں اور ان میں کتنے طلباء تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ یہ بتایا گیا ہے کہ کل پاکستان میں بڑے بڑے دینی مدرسوں کی تعداد ۸۰۰۰ کے لگ بھگ ہے جس میں صوبہ پنجاب میں اڑھائی ہزار کی تعداد ہے۔ اس کی تقسیم مندرجہ ذیل ہے:

دیوبندی ۹۷۲ مدارس میں ۵۸۸،۱۰۰ طلباء۔

بریلوی ۱۲۱۶ مدارس میں ۱۹۰،۹۵ طلباء۔

اہل حدیث ۱۷۴ مدارس میں ۱۸،۸۸۰ طلباء۔

اہل تشیع ۱۰۰ مدارس میں ۲،۰۲۲ طلباء۔

یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ۷ء۳۶ فیصد مدارس کو حکومت پاکستان کی طرف سے امداد ملتی ہے۔ جبکہ ۳ء۹۳ فیصد غیر ملکی امداد پر چلتے ہیں۔ جن ملکوں سے امداد موصول ہوتی ہے ان کے نام یہ ہیں:

ایران، سعودی عرب، لیبیا، عراق، افغانستان، الجیریا، امریکہ، ملیشیا، لبنان، شام، کویت اور انڈیا۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر مذکورہ بالا ان تمام ممالک کو پاکستان سے اتنی ہمدردی کیوں ہے؟ یہ ممالک پاکستان کے دینی مدارس میں اتنی دلچسپی کیوں لینے لگے ہیں؟ جبکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ ان کے اپنے ممالک میں ایک بھی ایسا مدرسہ نہیں جسے غیر ممالک امداد مہیا کرتے ہوں اور جہاں ان کی ایسی کاروائیوں کو برداشت کیا جاتا ہو جیسی کاروائیاں ان نام نہاد دینی اداروں میں پاکستان میں ہو رہی ہیں۔

ان تمام حقائق کی روشنی میں حکومت کے ارباب اقتدار کو چاہئے تھا کہ دور اندیشی سے کام لیتے ہوئے سختی سے حالات کو کنٹرول میں لیتے بلکہ اپنی حکومت کے آغاز سے ہی ایسی خرافات کی بیخ کنی کرتے جو ضیاء الحق نے مکاری سے اسلام کا نام استعمال کر کے ملک میں شروع کی تھیں۔ ان کا محاسبہ کرتے اور ضیاء کی باقیات کو کلی طور پر ختم کرتے مگر انہوں نے صرف زبانی جمع خرچ کرنا مناسب سمجھا اور اگر کوئی عملی قدم اٹھایا بھی تو ملاؤں سے مذاکرات کرنے کا اعلان کیا جس کا نتیجہ سوائے ناکامی کے اور کچھ نہ نکلا۔

حکمرانوں کی توبہ

مولویوں کے ان مبنی بر تشدد بیانات کی وجہ سے حکومت کے بیانات میں بھی کمزوری آگئی اور ایسا معلوم ہونے لگا کہ وہ مولویوں کی خوشامد پر اتر آئی ہے اور اپنے سابقہ بیانات سے تائب ہو کر معافی کی خواستگار ہے۔

چند ایک بیانات آپ بھی ملاحظہ فرمایئے:

☆ وفاقی وزیر اطلاعات نشریات خالد احمد کھرل نے کہا:۔

" حکومت دینی مدارس پر پابندی یا قبضے کا ارادہ نہیں رکھتی"۔ (جنگ لندن، ۴ جنوری ۱۹۹۵ء)

☆ " سرکاری ترجمان نے وضاحت کی ہے کہ حکومت دینی مدارس کی جانب سے دی جانے والی دینی و مذہبی تعلیم کی راہ میں کسی قسم کی کوئی رکاوٹ حائل کرنے کا ارادہ نہیں رکھتی"۔

(جنگ لندن، ۲۶ جنوری ۱۹۹۵ء)

اور وزیر اعظم کا بیان اس طرح شائع ہوا:۔

" وزیر اعظم بے نظیر بھٹو نے دینی مدارس کے فنڈز فوری طور پر بحال کرنے کی ہدایت کی ہے اور کہا ہے کہ ان مدارس کے طلباء کو بہتر سہولتیں فراہم کی جائیں تاکہ مذہبی تعلیم زیادہ پھیلے"۔

(جنگ لندن، ۲۹ جنوری ۱۹۹۵ء)

حکومت کی اس نرم پالیسی سے ایک طرف تو عوام الناس کی ساری امنگوں پر پانی پھر گیا اور وہ سمجھنے لگے کہ یا تو حکومت اس صورت حال سے نپٹنے کی اہلیت نہیں رکھتی یا پھر نپٹنا نہیں چاہتی اور دوسری طرف مساجد پر حملوں اور تشدد کے واقعات میں مزید اضافہ ہوتا گیا۔

چنانچہ ۱۶ فروری ۱۹۹۵ء کے اخبار جنگ میں مقالہ نگار مقبول الرحیم مفتی اپنے مقالہ "حرف محرمانہ" میں یوں رقمطراز ہیں:۔

" مارچ ۱۹۹۰ء سے لے کر جنوری تک کے اخبارات میں ۲۵ سے زائد مساجد پر فائرنگ، بم دھماکوں اور آتشزدگی کے واقعات کی خبریں شائع ہو چکی ہیں۔

دہشت گردی کے ان واقعات میں سینکڑوں بے گناہ افراد جاں بحق ہو چکے ہیں لیکن کسی کیس کے مجرموں کے پکڑے جانے اور انہیں عبرتناک سزائیں دینے کی خبر اخبارات کی زینت نہیں بنی"۔

یہ خبر ہر محب وطن پاکستانی کو چونکا دینے کے لئے کافی ہے اور اس سے آپ حکومت کی پالیسیوں کی ناکامی کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ لطف کی بات یہ ہے کہ ابھی بھی حکومت کے بعض کارندے بیان بازی کے شغل میں مصروف ہیں۔ چنانچہ ۷ فروری ۱۹۹۵ء کے اخبار جنگ لندن میں کالم نویس عبدالقادر صاحب اپنے آرٹیکل " یہ دینی مدارس" میں گورنر پنجاب چوہدری الطاف حسین کے ساتھ اخبار نویسوں کی ایک نشست کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"گورنر نے بتایا کہ بعض مدارس ایسے ہیں جن کے مہتمم بیرونی ملکوں سے باقاعدہ مالی امداد لیتے ہیں اور ایسی مالی امدادیں بلا مقصد نہیں ہوا کرتیں۔ ہم ان مدارس کے منتظمین سے پوچھیں گے کہ وہ اپنی آمدنی کے بارہ میں تسلی کرائیں وہ مدارس جہاں اسلحہ کی تربیت دی جاتی ہے اور طلبہ کی اس طرح برین واشنگ کی جاتی ہے کہ وہ مخالف فرقے کے لوگوں کو قتل کرنا ثواب سمجھتے ہیں ان مدارس کے خلاف سخت کاروائی ہوگی۔ پھر کچھ مدارس ایسے ہیں جہاں طلبہ کو زبردستی تعلیم دی جاتی ہے اور ان پر اس قدر تشدد کیا جاتا ہے کہ ان کی کھال ادھڑ

جاتی ہے۔ انہیں زنجیروں میں جکڑ کر رکھا جاتا ہے اور وہ مسلسل قید و بند میں رہ کر پڑھتے ہیں۔ ان ظالم اساتذہ سے بھی باز پرس ہو گی۔ علاوہ ازیں ان اخلاقی اور قومی سیاسی برائیوں کے دینی مدارس کے تعلیمی نصاب کی اصلاح بھی کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ زکوٰۃ کی رقم شرعاً کسی مدرسے کو نہیں دی جا سکتی۔ یہ ان طلبہ کو دی جائے گی جو اس کے مستحق ہونگے اور اس کا باقاعدہ طریق کار ہو گا۔ .... فرقہ پرست تنظیموں سے متعلق لوگوں کے بارے میں حکومت کو تمام معلومات حاصل ہیں اور حکومت ان کی واردات کے طریقوں اور مقاصد سے پوری طرح آگاہ ہے اور جلدی ہی ان کا صفایا کر دیا جائے گا"۔

اور حال ہی میں وفاقی وزیر اطلاعات و نشریات نے اپنے بیان میں کہا۔

"اب ملک کے بارہ کروڑ عوام ان پڑھ مولویوں کے بہکاوے میں نہیں آئیں گے کہ گزشتہ ۴۷ سال سے اسلام کے نام پر اس ملک کے عوام کا بری طرح استحصال کیا گیا ...... اب عیدالفطر گزر چکی ہے ایک دو روز میں علماء کے روپ میں چھپے ہوئے دہشت گردوں اور تخریب کاروں کے خلاف آپریشن ہو گا ..... کسی فرقہ کے مولوی کو ملک میں دہشت گردی، تخریب کاری، ڈاکہ زنی جیسی سنگین وارداتیں کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی اور نہ ہی حکومت ایسے عناصر کے ہاتھوں بلیک میل ہو گی"۔

(جنگ لندن، ۶ مارچ ۱۹۹۵ء)

ایک طرف یہ بیان بازیاں ہو رہی ہیں اور دوسری طرف ملک اس آگ میں جھلس رہا ہے۔ مذکورہ بالا کوائف پر یکجائی نظر ڈالنے سے اس آگ کے ذمہ داروں کو پہچاننا کچھ مشکل نہیں۔ شرپسند علماء کے ساتھ ساتھ مساجد اور شعائراللہ کے تقدس کو پامال کرنے میں حکمرانوں کا بھی بہت بڑا کردار ہے۔ جن کے دور میں کلمہ طیبہ "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" احمدیوں کے سینوں سے نوچا گیا، احمدیہ مساجد سے کھرچا گیا۔ جن کے دور حکومت میں احمدیہ مسجد کو منہدم کیا گیا۔ جنہوں نے اپنی ہوس اقتدار اور ذاتی مفادات کی خاطر معصوم احمدیوں پر ظلم و ستم ڈھانے میں شرپسندوں کی حوصلہ افزائی کی۔ انہی میں سے ایک حکمران جس نے یہ آگ بھڑکائی تھی وہ خود اس آگ میں جل کر راکھ ہوا مگر افسوس ہے کہ بعد میں آنے والوں نے اس سے عبرت حاصل کرتے ہوئے تلافی مافات کی کوئی کوشش نہیں کی۔ اور اب تو اصلاح کا آخری موقعہ بھی ہاتھ سے نکلتا محسوس ہوتا ہے اور پورا ملک ایک نہایت خوفناک خانہ جنگی کے دہانے پر کھڑا دکھائی دیتا ہے۔

مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

آخری صحابی

چند سال قبل جرمنی میں ایک مجلس سوال و جواب میں ایک سوال کرنے والے نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے دریافت کیا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آخری صحابی کون تھے؟ اس کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مکرم جہان خان صاحب ؓ کا ذکر فرمایا تھا لیکن کسی نے وہاں کوئی اور نام بھی بیان کیا۔ جس پر حضور انور نے وہیں موجود مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد کو اس پر تحقیق کے لئے ارشاد فرمایا۔ انہوں نے جو قطعی شہادت بھجوائی ہے وہ افادہ عام کے لئے ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد (مؤرخ احمدیت) لکھتے ہیں:۔

"حضرت چوہدری جہان خان صاحب ؓ (مانگٹ اونچے) کے آخری صحابی ہونے کے متعلق حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی ؓ کی قطعی شہادت ملی ہے کہ انہوں نے حضرت مسیح موعود ؑ کے وصال مبارک سے دو ایک روز قبل حضور ؑ کی خدمت میں پیش ہو کر خود ان کی بیعت کرائی جس کے بعد ان کے علم کے مطابق حضرت اقدس ؑ کے دست مبارک پر کسی اور کو بیعت کرنے کا شرف حاصل نہیں ہوا"۔

چنانچہ حیات قدسی، جلد سوم (صفحہ ۸۵) مطبوعہ جنوری ۱۹۵۴ء، تاج پریس حیدر آباد دکن، میں لکھا ہے:۔

" چوہدری جہان خان صاحب نے اس وقت بیعت کی جب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام آخری دفعہ لاہور تشریف لائے۔ حضور اقدس کے وصال سے ایک دو دن قبل میں نے حضور کی خدمت میں چوہدری جہان خان صاحب کو پیش کر کے ان کی بیعت کرائی اور میرے علم کے مطابق ان کے بعد اور کسی شخص کو حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک پر بیعت کرنے کا موقعہ نہیں ملا کیوں کہ حضور اقدس اس کے بعد اچانک بیمار ہو گئے اور پھر حضور کا وصال ہو گیا لہذا میری دانست میں چوہدری جہان خان صاحب حضرت اقدس کے آخری صحابی ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب"۔

مالی سال ۳۰ جون
۱۹۹۵
کو ختم ہو رہا ہے
براہ کرم اپنے چندہ جات
کی ادائیگی فرما کر عنداللہ
ماجور ہوں۔

خلافت احمدیہ کی طاقت کا راز

خلیفہ وقت کے اپنے تقویٰ میں اور جماعت احمدیہ کے مجموعی تقویٰ میں ہے

خدا کے ہاں قیمت تعداد کی نہیں اقدار کی ہوتی ہے۔ تعداد وہی بابرکت ہوتی ہے

جو اعلیٰ اقدار کے نتیجہ میں خود بخود نصیب ہوتی ہو

یہ بات کبھی نہ بھولیں کہ یہ سرداری اللہ تعالیٰ نے ہمیں خدمت کے لئے عطا کی ہے اللہ تعالیٰ یہ سیادت، ہمیشہ قائم و دائم رکھے

فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

پس سب سے پہلے تو جماعت احمدیہ کو خصوصیت کے ساتھ اس طرف توجہ کرنی چاہیئے کہ ہم لوگ نیک اولاد پیچھے چھوڑ کر جانے والے بنیں ۔ فاسق اور بد اولاد پیچھے چھوڑ کر جانے والے نہ بنیں اور یہ چیز دعا کے بغیر نصیب نہیں ہو سکتی ...اگر محض اپنی تربیتوں پر انحصار کرو گے یا اپنی کوششوں پر بھروسہ کرو گے تو یہ اعلیٰ مقصد تمہیں نصیب نہیں ہو گا ۔ پس بہت دعا کرنی چاہیئے اپنی اولاد کے لئے ۔

خلافت کی طاقت کا راز دو باتوں میں نظر آتا ہے ۔ ایک خلیفہ وقت کے اپنے تقویٰ میں اور ایک جماعت احمدیہ کے مجموعی تقویٰ میں ۔ جماعت کا جتنا تقویٰ من حیث الجماعت بڑھے گا احمدیت میں اتنی ہی زیادہ عظمت اور قوت پیدا ہو گی ۔ خلیفہ وقت کا ذاتی تقویٰ جتنا ترقی کرے گا اتنی ہی اچھی سیادت اور قیادت جماعت کو نصیب ہو گی ۔ یہ دونوں چیزیں بیک وقت ایک ہی شکل میں ایک دوسرے کے ساتھ ہم آہنگ ہو کر ترقی کرتی ہیں ۔ پس ہماری دعا ہونی چاہیئے ۔ آپ کی میرے لئے اور میری آپ کے لئے ... اللہ تعالیٰ مجھے تقویٰ نصیب فرمائے ۔ ایسا تقویٰ جو اس کی نظر میں قبولیت اور اس کی درگاہ میں مقبولیت کے قابل ہو اور میری ہمیشہ یہ دعا رہے گی کہ مجھے بھی اور آپ کو بھی اللہ تعالیٰ تقویٰ عطا فرمائے ۔ کیونکہ بحیثیت آپ کے امام کے ... مجھے جتنی زیادہ متقیوں کی جماعت نصیب ہو گی اتنی ہی زیادہ ہم اسلام کی عظیم الشان خدمت کر سکیں گے ۔ احمدیت کو اتنی ہی زیادہ قوت نصیب ہو گی اتنی ہی زیادہ احمدیت کو عظمت نصیب ہو گی ۔ محض اعداد کی کوئی بھی حقیقت نہیں ہے ۔ روحانی دنیا میں اعداد کے ساتھ فضیلتیں نہیں ناپی جاتیں...وہی تعداد باعث برکت ہوتی ہے جو اعلیٰ اقدار کے نتیجہ میں خود بخود نصیب ہو جایا کرتی ہے ۔ جب کسی قوم میں زندہ رہنے کے قابل قدریں پیدا ہو جائیں ، جب تقویٰ کا معیار بلند ہو جائے تو اتنی عظیم الشان مقناطیسی قوت پیدا ہو جاتی ہے کہ باہر کی دنیا کی تعداد خود بخود کھنچی چلی آتی ہے اور تقویٰ والوں کے ساتھ آ کر ہم آہنگ ہونے لگتی ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نئی تقدیر ظاہر ہوتی ہے اور عددی غلبہ بھی نصیب ہو جاتا ہے مگر اس عددی غلبہ کی قیمت ، اس کی حیثیت محض یہ ہے کہ اگر یہ تقویٰ کے تابع نصیب ہو تو قدر کے لائق ہے اگر یہ تقویٰ کے تابع نصیب نہ ہو تو اس کی کوئی حیثیت باقی نہیں رہتی ۔

ہمیں یہ بھی دعا کرتے رہنا چاہیئے کہ یہ سعادت جو اللہ تعالیٰ نے آج کے زمانہ میں ہمیں نصیب فرمائی کہ ہم وہ قوم ہیں جو خدا کی نمائندگی کر رہے ہیں ۔ ہم وہ قوم ہیں جو خدا کی نظر میں زندہ رکھنے کے لائق ہیں ۔ اور ہمارے مقابل پر کوئی عددی اکثریت کوئی بھی حیثیت نہیں رکھتی ہم اپنی اس حیثیت کو نہ بھولیں کہ یہ سرداری دراصل خدمت کے لئے عطا ہوئی ہے ۔ بنی نوع انسان کی بہبود کی خاطر عطا ہوئی ہے ۔ ان پر راج کرنے کے لئے نہیں ہاں دلوں پر راج کرنے کے لئے ہے ۔ دلوں کو فتح کرنے کے لئے ہے ۔ ہم دعا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں بہترین رنگ میں اس اصطلاح میں جس اصطلاح میں قرآن باتیں کرتا ہے ہمیں سیادت عطا فرمائے اور ہمیشہ یہ سیادت قائم اور دائم رکھے ۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 25 جون 1982ء)

یوم خلافت اور اس کی اہمیت

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام 13 فروری 1835 کو پیدا ہوئے اور 23 مارچ 1889 کو لدھیانہ میں ارشاد خداوندی کے تحت سلسلہ عالیہ احمدیہ کا آغاز فرمایا ۔ آپ نے دلائل و براہین سے یہ امر واضح فرمایا کہ

" ... جو آنے والا تھا وہ یہی ہے چاہو تو قبول کرو ۔ جس کے کان سننے کے ہوں سنے ۔ یہ خداتعالیٰ کا کام ہے اور لوگوں کی نظروں میں عجیب اور اگر کوئی اس امر کی تکذیب کرے تو پہلے راستبازوں کی بھی تکذیب ہو چکی ہے ۔ "

آپ کے اس اعلان پر ساری دنیا میں اضطراب اور سراسیمگی کی لہر دوڑ گئی ۔ آپ کے خلاف ایڑی چوٹی کا زور لگایا گیا ۔ مگر نصرت خداوندی ہر حال میں آپ کے ساتھ رہی ۔ رفتہ رفتہ آپ کے ساتھ ایک جماعت شامل ہو گئی اور پھر آپ اور آپ کی جماعت کے متعلق شریف النفس اور درد مند اصحاب علم کو یہ تسلیم کرنا پڑا کہ مذہبی سیرت کا صحیح نمونہ آپ اور آپ کی جماعت میں کما حقہ پایا جاتا ہے ۔ بر صغیر کے بزرگ عالم دین حضرت خواجہ غلام فرید صاحب چاچڑاں شریف نے واشگاف الفاظ میں اس حقیقت کا اعتراف یوں کیا ۔

" ... حضرت مرزا صاحب اپنے تمام اوقات عبادت الہیٰ ، دعا ، نماز ، تلاوت قرآن اور اسی نوع کے دوسرے مشاغل میں گزارتے ہیں ۔ اسلام کی حمایت کے لئے آپ نے ایسی کمر ہمت باندھی ہے کہ ملکہ وکٹوریہ کو لندن میں اسلام کا پیغام بھجوایا ہے ۔ اسی طرح روس ، فرانس اور دوسرے ممالک کے بادشاہوں کو اسلام کا پیغام دیا ہے آپ کی یہ سعی و کوشش ہے کہ تثلیث و صلیب کا سرتاپا کفر عقیدہ صفحہ ہستی سے مٹ جائے اور اس کی بجائے اسلام کی توحید قائم ہو جائے ۔ "

(اشارات فریدی حصہ سوم صفحہ 70 ۔ 69)

26 مئی 1908 تک آپ نے ساری دنیا کو اسلام کی حقانیت سے تحریری و تقریری طور پر روشناس کیا اور بالآخر آپ اس دنیائے فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرماگئے ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ○

خدا رحمت کند این عاشقان پاک طینت را

آپ نے بڑی تحدی کے ساتھ جماعت احمدیہ کی ترقی ، کامیابی اور کامرانی کے متعلق تحریر فرمایا کہ

" میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں ۔ سو میرے ہاتھ سے یہ بیج بویا گیا اور اب یہ بڑھے گا پھلے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے ۔ "

(روحانی خزائن جلد 20 ، تذکرۃ الشہادتین ، صفحہ 67)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنی جماعت کو یہ عظیم الشان خوشخبری بھی دی کہ

" یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کردے گا ۔ تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی ۔ اور ایک بڑا درخت ہو جائے گا ۔ پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے ۔ "

(رسالہ الوصیت صفحہ 9)

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنی وفات سے قبل اپنی جماعت کو تسلی دی اور اس بات کی خوشخبری دی کہ میری وفات کے بعد یہ عظیم الشان کام اور یہ مہتم بالشان سلسلہ جاری و ساری رہے گا ۔ اور آپ نے فرمایا ۔

" تمہارے لئے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا ۔ "

(رسالہ الوصیت صفحہ 6)

چنانچہ آپ کی وفات کے دوسرے دن 27 مئی 1908 کو حضرت الحاج شمس الاطبا مولانا نورالدین صاحب خلافت اولیٰ کے لئے متفقہ طور منتخب

ہوئے اور آپ نے اپنے چھ سالہ دور خلافت میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے مشن کو جاری و ساری رکھا اور ہم ہر سال 27 مئی کو یوم خلافت مناتے ہیں ۔ یہ کوئی دنیاوی تہوار نہیں اور نہ کوئی میلے ٹھیلے کا دن ہے بلکہ جماعت احمدیہ میں یہ دن اسی لئے منایا جاتا ہے کہ وہ انعام جو اللہ تعالیٰ نے خلافت کی صورت میں جماعت احمدیہ پر نازل فرمایا ہے اس کی شکر گزاری کریں اور جو برکات اور ترقیات جماعت کو خلافت سے وابستہ رہنے سے حاصل ہوئیں ہیں ۔ ان کا ذکر افراد جماعت کے سامنے کرتے رہیں ۔ سیدنا حضرت فضل عمر المصلح الموعودؓ نے اس دن کی اہمیت واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ

> " وہ ... خلافت کی برکات کو یاد رکھیں اور سال میں ایک دن " خلافت ڈے " کے طور پر منایا کریں اور اس میں وہ خلافت کے قیام پر خدا تعالیٰ کا شکریہ ادا کریں اور پرانی تاریخ کو دہرایا کریں ۔ "

(ماخوذ الفضل یکم مئی 1957)

خلافت خداتعالیٰ کی طرف سے ایک بہت بڑا انعام ہے جس کا مقصد قوم کو تفرقہ سے محفوظ رکھنا اور جماعتی قوتوں کو اشاعت دین کے لئے بروئے کار لانا ہے ۔ اگر کسی قوم کا کوئی واجب الاطاعت امام اور خلیفہ نہ ہو تو اس کی حیثیت ان بھیڑوں سے زیادہ نہیں ہو سکتی جو ہر وقت بھیڑیے کے حملہ کی زد میں ہوتی ہیں ۔ چنانچہ اس ضمن میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں ۔

> " ... خلافت اسلام کے اہم ترین مسائل میں سے ایک مسئلہ ہے اور اسلام کبھی ترقی نہیں کر سکتا جب تک خلافت نہ ہو ۔ ہمیشہ خلافت کے ذریعہ سے اسلام نے ترقی کی ہے اور آئندہ بھی اسی طرح ترقی کرے گا اور ہمیشہ خدا تعالیٰ خلیفہ مقرر کرتا رہا ہے اور آئندہ بھی خدا ہی خلیفہ مقرر کرے گا ۔ "

(درس القرآن حضرت فضل عمرؓ صفحہ 72)

پس جب کہ خلافت ایک خدائی نظام ہے تو ہم سب کا فرض ہے کہ اس نظام کی حفاظت اس کی ترقی اور استحکام کے لئے کوشاں رہیں اور خلیفہ وقت کے ہر حکم پر لبیک کہنا اپنا اولین فرض سمجھیں ۔

27 مئی دراصل ہمارے لئے تجدید عہد کا دن ہے ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنی جان ، مال ، وقت اور عزت کو قربان کر کے اس روحانی سلسلہ کی حفاظت کریں ۔

اللہ تعالیٰ ہمیں خلافت کے اس بابرکت نظام سے کامل وابستگی اور اس کی برکات سے کما حقہ مستفیض ہونے کی ہمیشہ توفیق عطا فرمائے ۔ آمین

خلافت کا قیام انسانی منصوبہ نہیں!

فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جاعل کے معنیٰ ہیں بنانے والا ، ٹھیرانے والا ، مقرر کرنے والا ، لیعنی یہ میری عادت میں داخل ہے کہ میں خلیفہ مقرر کرتا ہی رہتا ہوں ۔ اسی سنت جاریہ کے ماتحت آدم کو بھی خلیفہ بنانے والا ہوں ۔

انی جاعل فی الارض خلیفۃ

سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ بنانا خدا تعالیٰ کا کام ہے کسی انسانی منصوبہ اور مشورہ کو اس میں دخل نہیں ہے کیا معنیٰ ۔ کہ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ دراصل آسمان پر کوئی اور خلیفہ مقرر ہو اورر اہل زمین اپنی صلاح اور مشورہ سے کسی اور کو مخصوص اور نامزد کر لیں ۔ ارضی مشورے اور ارادے خدا تعالیٰ کے ارادوں کے نیچے ہیں اور ان اجتماعوں اور مشوروں سے اتنا فائدہ ہوتا ہے کہ آسمانی نامزد کئے ہوئے خلیفہ کا ان سے ظہور ہوتا ہے ۔ پس خوب یاد رکھو کہ جھوٹا ہے وہ شخص جو کسی صادق کو معاذ اللہ خلافت حقہ میں غاصب قرار دے ۔ کبھی یہ ممکن ہی نہیں کہ کوئی دھینگا دھانگی خلیفہ بن جاوے ۔

(تفسیر القرآن ۔ جزواول صفحہ 65)

خلیفہ وقت کی دعا کا فلسفہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا ۔

> " اللہ تعالیٰ جب کسی کو منصب خلافت پر سرفراز کرتا ہے تو اس کی دعاؤں کی قبولیت بڑھا دیتا ہے کیونکہ اگر اس کی دعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اس کے اپنے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے ۔ "

(منصب خلافت صفحہ 32)

مکرم چوہدری ریاض احمد صاحب کو شہید کر دیا گیا

[پریس ڈیسک] مورخہ ۹ اپریل ۱۹۹۵ء کو پشاور کے ایک احمدی مسلمان نوجوان مکرم ریاض خان صاحب کو شہید کر دیا گیا۔ تفصیلات کے مطابق علاقہ شب قدر نزد پشاور میں ایک نو مبایع احمدی کی مخالفت ایک عرصہ سے جاری تھی چنانچہ چند دن پہلے پولیس نے ان کو گرفتار کر لیا اور وجہ یہ بتائی کہ ان کی اپنی حفاظت کی خاطر ان کو پولیس تحویل میں لیا گیا ہے۔ مگر بعد میں پولیس نے ان پر نقص امن کی دفعہ ۱۵۱/۱۰۷ لگا کر چالان کر دیا۔ مقامی مجسٹریٹ سے ضمانت کے لئے رجوع کیا گیا تو مجسٹریٹ نے کہا کہ کوئی مقامی ضامن لے آئیں چنانچہ مورخہ ۱۹ اپریل کو پشاور سے مکرم ڈاکٹر رشید احمد صاحب، ان کے داماد مکرم ریاض خان صاحب اور ایک احمدی وکیل مکرم بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ شب قدر پہنچے۔ مگر جونہی وہ احاطہ عدالت میں داخل ہوئے وہاں جمع شدہ مخالفین کے ہجوم نے ان پر پتھروں سے حملہ کر دیا جس کے نتیجہ میں مکرم ریاض خان صاحب موقع پر ہی شہید ہو گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ جبکہ ڈاکٹر رشید احمد صاحب شدید زخمی ہو گئے۔ ان کا ایک بازو فریکچر ہو گیا ہے اور سینہ اور چہرے پر زخم آئے ہیں۔

چوہدری ریاض احمد شہید کے واقعہ شہادت کے متعلق پاکستان کے اخبارات کی خبریں

[پریس ڈیسک]

جمعہ ۳۱ مارچ کو منہ مغل خیل میں علماء نے جمع ہو کر فتویٰ دیا کہ دولت خان مرتد ہونے کے بعد واجب القتل ہو گیا ہے تاہم اس دوران دولت خان نے ان علماء کے سامنے پیش ہو کر کلمہ پڑھا اور ختم نبوت کا اقرار کیا جس سے علماء وقتی طور پر مطمئن ہو گئے تاہم علاقہ کے لوگوں کے مطابق دولت خان اس کے بعد بھی قادیانیت کے پرچار میں سرگرم رہا جس کے بعد منہ مغل خیل کے افغان مہاجر کیمپ کے دارالعلوم کے مہتمم مولوی لعل رحمان نامی افغان مہاجر نے منہ میں لوگوں کو جمع کر کے ایک بار پھر دولت خان کے قتل کا فتویٰ جاری کیا اور اس سے پورے علاقے میں کشیدگی کی فضا پیدا ہوئی۔ مقامی مجسٹریٹ اور پولیس حکام کو اس تمام صورت حال کا علم تھا لیکن بروقت کوئی اقدام کرنے کی بجائے معاملے پر خاموشی اختیار کی۔

جمعرات ۶ اپریل کو ایک بار پھر مقامی علماء کا جرگہ منعقد ہوا جس میں دولت خان کے مرتد ہونے کے فتویٰ کی تجدید کی گئی۔ اس صورت حال میں انتظامیہ نے مداخلت کرتے ہوئے دولت خان اور ان کے بعض عزیزوں کو اندیشہ نقص امن کے تحت گرفتار کر لیا۔ گرفتاری کے بعد انہیں جوڈیشنل حوالات چارسدہ منتقل کر دیا گیا۔

دولت خان کے عزیزوں نے تو اپنی ضمانت کروالی تاہم مقامی ضامن دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے دولت خان کو مبینہ طور پر قادیانیت میں داخل کرنے والا عبدالرشید اتوار کی صبح دولت خان کی ضمانت کے لئے "شب قدر" پہنچا۔ اس موقع پر پشاور کا ایک وکیل بشیر احمد، مردان کا ایک قادیانی ریاض احمد ولد کمال الدین .... اور ایک ڈرائیور بھی اس کے ہمراہ تھا۔ شب قدر کی کچہری پہنچنے پر مجسٹریٹ عادل خان کی عدالت کے باہر عبدالرشید اور اس کے ساتھیوں کا آمنا سامنا وہاں موجود افراد سے ہوا جس میں دولت خان کے بعض عزیز بھی شامل تھے۔ جنہوں نے عبدالرشید کو برا بھلا کہا اور بعد ازاں اس پر حملہ آور ہوئے۔ جس کے دوران عبدالرشید کو بری طرح زدوکوب کیا گیا۔ جبکہ وکیل بشیر احمد نے بھاگ کر جان بچائی۔ ڈرائیور کو پولیس نے حراست میں لے لیا اور اس کی سرخ رنگ کی کار بھی قبضہ میں لے لی۔ جبکہ عبدالرشید کے قادیانی ساتھی ریاض احمد نے قریب واقع عدالت میں پناہ لی ....

چند لمحوں میں لوگوں کی ایک بڑی تعداد "شب قدر" بازار میں کچہری پہنچی اور تحصیل دار رسد خان کے دفاتر کا گھیراؤ کر لیا۔

عدالت کے دروازہ پر پولیس کی موجودگی کے باعث بعض افراد تحصیل دار کی عدالت کی چھت پر چڑھ گئے اور چھت میں سوراخ کر کے وہاں سے کمرہ کے اندر کود گئے اور ڈنڈوں، چھریوں اور مکوں سے ریاض احمد کو مارنا شروع کر دیا .... اس دوران ریاض احمد جان بچانے کے لئے ایک مرحلے پر ڈی۔ ایس۔ پی۔ سے لپٹ گیا تاہم پولیس اسے بچا نہ سکی اور مشتعل افراد ریاض احمد کو جان سے مارنے کے بعد اس کی لاش میں رسی ڈال کر کچہری سے گھسیٹ کر باہر لائے۔ یہ ہنگامہ ایک گھنٹہ تک جاری رہا جس کے بعد لوگ لاش کو گھسیٹ کر شب قدر پولیس اسٹیشن لے گئے۔ اس واقعہ کے بعد شب قدر چوک میں ایک جلسہ منعقد ہوا۔ (بحوالہ، روزنامہ نوائے وقت، لاہور، اشاعت ۱۰ اپریل ۱۹۹۵ء)

○ ○

"..... دولت خان جو اس وقت پشاور میں سنٹرل جیل کی سلاخوں کے پیچھے ہے اس کی ضمانت ہونے کے بعد بھی اب اس کی زندگی کی کوئی گارنٹی نہیں دی جا سکتی"۔

(روزنامہ ڈان، پشاور، اشاعت ۱۲ اپریل ۱۹۹۵ء اردو ترجمہ)

○ ○

"مشتعل ہجوم نے اسلام ترک کرنے والے قادیانی کے ساتھی کو عدالت کے باہر سنگسار کر دیا۔

پشاور کے قریبی شہر شبقدر میں حکام نے اسلام چھوڑ کر قادیانی بننے والے دولت خان کو حراست میں لے رکھا تھا۔ اس کے دو قادیانی ساتھی ضمانت کے لئے گئے تو ہجوم ٹوٹ پڑا۔ ایک قادیانی ہلاک دوسرا شدید زخمی ہو گیا۔

مرنے والے کا ساتھی توہین رسالت کے الزام میں زیر حراست ہے۔ درخواست ضمانت کی منسوخی کے بعد ہجوم نے پتھروں، لاٹھیوں اور اینٹوں کی مدد سے ہلہ بولا"۔ (روزنامہ الاخبار، اسلام آباد، ۱۱ اپریل ۱۹۹۵ء)

○ ○

دونوں کی پٹائی کے وقت پولیس خاموش رہی

"شب قدر میں حالات کشیدہ ہیں۔ توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے ملزم کے لئے پھانسی کا مطالبہ "(روزنامہ نوائے وقت، لاہور، ۱۱ اپریل ۱۹۹۵ء)

—○○—

"پولیس پتھراؤ کرنے والوں کو نہ گرفتار کر سکی، نہ ضمانت کے لئے آنے والوں کو بچا سکی۔ معلوم ہوا ہے کہ اس واقعہ کا پرچہ بھی درج نہیں ہوا"۔

(روزنامہ نوائے وقت، لاہور، ۱۰ اپریل ۱۹۹۵ء)

—○○—

"تھانہ شب قدر میں اس سلسلے میں جو ایف آئی آر درج کی گئی ہے اسے سربمہر کر دیا گیا ہے .... بتایا جاتا ہے کہ مقامی انتظامیہ اس واقعہ کو سیاسی رنگ دینے کی کوشش کر رہی ہے اور اس کا تعلق وزیر اعظم بے نظیر بھٹو کے دورہ امریکہ سے جوڑنے کی کوشش کی جا رہی ہے"۔

(روزنامہ الاخبار، اسلام آباد، ۱۲ اپریل ۱۹۹۵ء)

واقفین نو کے والدین کے لئے
ضروری اعلان

تمام ایسے احباب جنہوں نے اپنے بچوں کو وقف نو کے تحت وقف کیا ہوا ہے ان کی خدمت میں گذارش ہے کہ اگر وقف نو کا فارم پر کرنے کے بعد ان کا پتہ تبدیل ہو گیا ہو تو فوری طور پر شعبہ وقف نو مرکزیہ (لندن) کو اطلاع بھجوائیں۔ اطلاع دیتے وقت "حوالہ نمبر وقف نو" ضرور تحریر کریں تا کہ ریکارڈ تلاش کرنے میں آسانی رہے۔ مرکزی ریکارڈ میں اندراج مکمل ہونا بہت ضروری ہے۔ خاص طور پر مکمل پتہ ضرور درج ہونا چاہئے اور جب بھی پتہ تبدیل ہو اس کی اطلاع ضرور دی جانی چاہئے۔

اطلاع بھجوانے کا پتہ:

Incharge Waqfe Nau, (Central)
16 Gressenhall Road
London SW18 5QL
United Kingdom

(انچارج تحریک وقف نو۔ مرکزیہ (لندن)

امریکہ میں احمدیہ مشن کے قیام کی زبردست پیش گوئی

امریکہ میں احمدیہ مشن کا قیام حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی ایک پیش گوئی کا نہایت شاندار ظہور اور اسلام کے زندہ مذہب ہونے کا ایک چمکتا نشان ہے جو رہتی دنیا تک یادگار رہے گا۔

آج سے ۷۵ برس قبل حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہدایت پر حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ مشن کا افتتاح کرنے کی غرض سے امریکہ کے ساحل پر اترے تو امریکی گورنمنٹ نے ان پر پابندی عائد کر دی۔

جب یہ خبر ہندوستان پہنچی تو بعض متعصب فرقہ پرستوں نے اس پر خوشی کے شادیانے بجائے لیکن حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے سیالکوٹ میں ایک پبلک جلسہ پر تقریر کرتے ہوئے نہایت واشگاف الفاظ میں یہ پیش گوئی فرمائی کہ:

"ہم نے اپنے ایک مبلغ کو امریکہ بھی بھیج دیا ہے جسے تا حال تبلیغ کرنے کی اجازت نہیں دی گئی اور اسے روک دیا گیا ہے لیکن ہم امریکہ کی رکاوٹ سے رک نہیں جائیں گے۔ امریکہ جسے طاقتور ہونے کا دعویٰ ہے اس وقت تک اس نے مادی سلطنتوں کا مقابلہ کیا اور انہیں شکست دی ہوگی۔ روحانی سلطنت سے اس نے مقابلہ کر کے نہیں دیکھا۔ اب اگر اس نے ہم سے مقابلہ کیا تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ ہمیں وہ ہرگز شکست نہیں دے سکتا کیونکہ خدا ہمارے ساتھ ہے۔ ہم امریکہ کے ارد گرد کے علاقوں میں تبلیغ کریں گے اور وہاں کے لوگوں کو مسلمان بنا کر امریکہ بھیجیں گے اور ان کو امریکہ نہیں روک سکے گا اور ہم امید رکھتے ہیں کہ امریکہ میں ایک دن:

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

کی صدا گونجے گی اور ضرور گونجے گی۔

(الفضل ۱۵ اپریل ۱۹۲۰ء)

اس پر شوکت اور عظیم الشان پیش گوئی پر صرف چند ماہ ہی گزرنے پائے تھے کہ امریکی حکومت کو خدا کی روحانی حکومت کے سامنے جھکنا پڑا اور شکاگو میں احمدیہ مشن کا قیام عمل میں آ گیا۔

اس وقت امریکہ کے تمام اہم شہروں میں جماعت کی شاخیں قائم ہو چکی ہیں اور متعدد مساجد اور مشن ہاؤس بھی موجود ہیں۔ مشن کی طرف سے "مسلم سن رائز" کے نام سے ایک مقتدر جریدہ بھی شائع ہوتا ہے جو ملک بھر میں وسیع اثر رکھتا ہے۔ دینی تعلیمات سے روشناس کرانے کے لئے متعدد انگریزی مطبوعات بھی شائع ہو چکی ہیں۔

امریکہ مشن کی کامیابیوں کا یہ مختصر سا خاکہ پیش کرنے کے بعد ذیل میں پاکستان میں امریکی سفارت خانے کے ترجمان (Panoroma) کا ۱۹۵۲ء کا مندرجہ ذیل انکشاف ملاحظہ فرمائیے:

ترجمہ: ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں ۱۲ ہزار مسلمان آباد ہیں جن میں بارہ سو پاکستانی ہیں۔ دس ہزار دوسرے مشرقی ممالک سے آئے ہیں اور ایک ہزار نو مسلم ہیں جو جماعت احمدیہ کی تبلیغ سے حلقہ بگوش اسلام ہوئے ہیں"۔

(پینوراما شمارہ ۳۰ جنوری ۱۹۵۲ء)

الفضل انٹرنیشنل مئی ۱۹۹۵